﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ | جمعۃ المبارک ۴؍جولائی ۲۰۰۳ء | شمارہ ۲۷

۴؍جمادی الاول ۱۴۲۴ ہجری قمری ۴؍وفا ۱۳۸۲ ہجری شمسی

دجال کا پانی اور آگ

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

’’ دجال کے ساتھ پانی بھی ہوگا اور آگ بھی۔ مگر درحقیقت اس کی آگ ٹھنڈا پانی ہوگی اور اس کا پانی آگ ہوگا‘‘۔

(صحیح بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

تلوار انسان کے ظاہر کو فتح کرسکتی ہے مگر دل کبھی تلوار سے فتح نہیں ہوتے۔

قلم تلوار کا کام کرے گا اور اسرار روحانی، برکات سماوی اور نشانات اقتداری سے دنیا کو فتح کیا جاوے گا اور تازہ بتازہ غیبی پیشگوئیوں اور تائیدات خدائی سے سچے مذہب کو ممتاز کر کے دکھایا جاوے گا۔

’’ دیکھو مہدی کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے خود صاف فرمایا ہے کہ یَضَعُ الْحَرْبَ وہ جنگ کا خاتمہ کردے گا اور وہ جنگ ایک علمی جنگ ہوگی۔قلم تلوار کا کام کرے گا اور اسرار روحانی، برکات سماوی اور نشانات اقتداری سے دنیا کو فتح کیا جاوے گا اور تازہ بتازہ غیبی پیشگوئیوں اور تائیدات خدائی سے سچے مذہب کو ممتاز کر کے دکھایا جاوے گا۔ یہ کہہ دینا کہ معجزات سابقہ ہمارے پاس موجود ہیں، کافی نہیں۔ یاد رکھو کہ ہندوؤں کے پستکوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں کے قصے کہانیوں سے بڑھ کر تمہارے پاس کچھ نہیں۔ اگر تم قصے پیش کروگے تو وہ تم سے بڑھ چڑھ کر قصے پیش کرسکتے ہیں۔ اگر اسلام کی سچائی کا معیار بھی صرف قصے کہانیوں کی بنا پر رہ گیا ہے تو پھر یاد رکھو کہ یہ امر مشتبہ ہے۔ اسلام میں فرقان ہے۔ خدا نے ہمیشہ سے اسلام میں ایک امرِ خارق رکھا ہے اور تازہ بتازہ نشانات ہیں۔ نشان کا نام سن کر آج کل کے فلسفہ پڑھنے والے کچھ کشیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا کے وجود کا پتہ لگانے کے واسطے نشانات اور انبیاء کے وجود کی کیا ضرورت ہے؟

مگر یاد رکھو کہ اس نظام شمسی اور اس ترتیب عالم سے جو کہ ایک اَبْلَغْ اور محکم رنگ میں پائی جاتی ہے اس سے نتیجہ نکالنا کہ خدا ہے یہ ایک ضعیف ایمان ہے۔ اس سے خدا کے وجود کے متعلق پوری تسلی نہیں ہوسکتی، امکان ثابت ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یقیناً خدا ہے۔ اگر اس میں یقینی اور قطعی دلائل ہوتے تو پھر لوگ دہریہ کیوں ہوتے؟ بڑے بڑے محقق کتابیں تالیف کرتے ہیں مگر ان کے دلائل ناطقہ اور براہین قاطعہ نہیں ہوتے، کسی کا منہ بند نہیں کرسکتے اور نہ ان سے یقینی ایمان تک انسان پہنچ سکتا ہے۔ اگر ایک شخص ان امور سے خدا تعالیٰ کی ہستی کے دلائل بیان کرے گا تو ایک دہریہ اس کے خلاف دلائل بیان کردے گا۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس طرح اتنا ثابت ہوسکتا ہے کہ ’خدا ہونا چاہئے‘، یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ’ہے‘۔ ’ہونا چاہئے‘ اور ’ہے‘ میں بہت فرق ہے۔ ’ہے‘ مشاہدہ کو چاہتا ہے۔

مگر دوسرا حصہ جو وجود باری تعالیٰ کے واسطے انبیاء نے پیش کیا ہے کہ زبردست نشانات، معجزات اور خدا کی زبردست طاقت کے ظہور سے اس کی ہستی ثابت کی جاوے۔ یہ ایک ایسی راہ ہے کہ تمام سر اس دلیل کے آگے جھک پڑتے ہیں۔ اصل میں بہت سے عرب دہریہ تھے جیسا کہ قرآن شریف کی آیت ذیل سے معلوم ہوتا ہے ﴿اِنْ ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا﴾ (المومنون:۳۸)۔ کیا عرب جیسے اجڈ اور بیباک، بے قید، بے دھڑک لوگ تلوار سے آپؐ نے سیدھے کئے تھے اور ان کی آپؐ کی بعثت سے پہلی اور پچھلی زندگی کا عظیم الشان امتیاز اور فرق اس وجہ سے تھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی تلوار کا مقابلہ نہ کرسکے تھے؟ یا کیا صرف سادہ اور نری اخلاقی تعلیم تھی جس سے ان کے دلوں میں ایسی پاک تبدیلی پیدا ہوگئی تھی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یاد رکھو کہ تلوار انسان کے ظاہر کو فتح کرسکتی ہے مگر دل کبھی تلوار سے فتح نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ وہ انوار تھے جن میں خدا کا چہرہ نظر آتا تھا اور آنحضرت ﷺ نے ان کو ایسے ایسے خارق عادت نشانات دکھائے تھے کہ خود خدا ان لوگوں کے سامنے آموجود ہوا تھا اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے جلال اور جبروت کو دیکھ کر گناہ سوز زندگی اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی تھی۔

اب پھر وہی وقت ہے اور ویسا ہی زمانہ۔ پس اس وقت بھی خدا کی ہستی کا یقین اسی ذریعہ سے ہوگا جس ذریعہ سے ابتداء میں ہوا تھا۔ اسلام وہی اسلام ہے لہذا اس کی کامیابی اور سرسبزی کے بھی وہی ذریعے ہیں جو ابتداء میں تھے۔ اب بھی ضرورت ہے تو اس بات کی کہ خدا کے چہرہ نما ہیبتناک اقتداری نشانات ظاہر ہوں۔ اور یقین جانو کہ کوئی شخص گناہ سے پاک نہیں ہوسکتا جب تک خدا تعالیٰ کی معرفت کامل نہ ہو۔ یہ گناہ اور طرح طرح کے معاصی جو چاروں طرف دنیا میں بھرے پڑے ہیں ان کے دور کرنے کے واسطے صرف خشک ایمان کافی نہیں۔ کیا وہ خوفِ خدا جیسا کہ چاہئے دنیا میں موجود ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

......انسان اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرنے کے واسطے خدا تعالیٰ کی تجلیات اور زبردست نشانوں کا محتاج ہے۔ ضروری ہے کہ خدا کوئی ایسی راہ پیدا کردے کہ انسان کا ایمان خدا تعالیٰ پر تازہ اور پختہ ہوجاوے اور صرف زبان تک ہی محدود نہ رہے بلکہ اس ایمان کا اثر اس کی عملی حالت پر بھی ظاہر ہوجاوے‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵۸۸۔۵۸۹۔جدید ایڈیشن)

یہ ضروری نہیں کہ ہم پر کوئی مشکل یا مصیبت آئے تو ہم نے دعائیں مانگنی ہیں۔ ان مشکلات سے بچنے کے لئے بھی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے اور ہم سب پر یہ فرض بنتا ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دیں اور مستقلاً اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کریں۔

(آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، حضرت مسیح موعودؑ، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت السمیع کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۳؍جون ۲۰۰۳ء)

(لندن ۱۳؍جون): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۲۸ کی

تلاوت کی اور اللہ تعالیٰ کی صفت اَلسَّمِیْع کے مضمون کو جاری رکھا۔

حضور ایدہ اللہ نے اس آیت کی تشریح میں حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر سے حوالہ پڑھ کر سنایا اور بتایا کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو تم سمجھ لو کہ ان کے دلوں میں تمہاری نسبت سخت عداوت اور دشمنی ہے۔ اور وہ تمہارے خلاف شرارتیں کریں گے۔ مگر اِن کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہوگا، وہ تمہیں اُن کے حملے سے خود بچائے گا۔ اور اُن کی شرارتیں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاسکیں گی کہہ کر یہ بتایا گیا ہے کہ یہ نہ سمجھ لو کہ اب خدا تعالیٰ کی طرف سے چونکہ وعدہ ہو گیا ہے اس لئے ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ دُعائیں کرو کہ ایسا ہی ہو۔ خدا تعالیٰ سننے والا ہے اور جن باتوں کا تمہیں علم نہیں، اُن کا اُسے خود علم ہے۔ وہ آپ اُن کا انتظام کردے گا۔ تو فرماتا ہے کہ ہم علیم ہیں۔ ہم خوب جاننے والے ہیں اور ہمیں ہر قسم کی قوتیں حاصل ہیں۔ اس لئے ایسی حالت میں بھی تم گھبراؤ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کو پکارو اور اُس سے دُعائیں کرو۔ وہ تمہاری تمام مشکلات کو دُور کردے گا اور تمہارے دشمن کو ناکام اور ذلیل کرے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس لئے ہمیشہ ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ ہم پر کوئی مشکل یا مصیبت آئے تو ہم نے دعائیں مانگنی ہیں۔ ان مشکلات سے بچنے کے لئے بھی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے اور ہم سب پر یہ فرض بنتا ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دیں اور مستقلاً اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل کے حالات میں کسی بھی احمدی کو مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ خدائی وعدے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہمارا مددگار رہا ہے اور انشاء اللہ رہے گا۔ لیکن جہاں وہ مخالفین کی بیہودہ گوئی کو سن رہا ہے کیونکہ آج کل پاکستان میں پھر کافی شور ہوا ہوا ہے۔ اور اس کو علم ہے کہ یہ لوگ احمدیوں کے ساتھ ظلم روا رکھ رہے ہیں اور اپنی تقدیر کے مطابق ایسے لوگوں کی خدا تعالیٰ نے پکڑ کرنی ہے۔ انشاء اللہ۔ اور ہمارے تجربہ میں ہے کہ ماضی میں بلکہ ماضی قریب میں ایسی پکڑ کے نظارے وہ ہمیں دکھاتا رہا ہے اور اپنی قدرت نمائی کرتا رہا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے دل مایوس ہوں اور ہلکا سا احساس بھی پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم پر یہ ذمہ داری ڈال رہا ہے کہ پہلے سے بڑھ کر میری طرف رجوع کرو اور میرے سے مانگو تا کہ وہ الٰہی تقدیر جو غالب آنی ہے انشاء اللہ۔ تمہیں بھی احساس رہے کہ تمہاری دعاؤں کا بھی اس میں کچھ حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعاؤں کو بھی سنا ہے۔ پس ان دنوں میں بہت زیادہ دعاؤں کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۲ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد فرمایا کہ اس آیت میں وصیت کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

اگر کوئی شخص وصیت کرے اور بعد میں کوئی دوسرا شخص اس میں تغیر و تبدل کردے تو اس صورت میں تمام تر گناہ اس شخص کی گردن پر ہے جس نے وصیت میں ترمیم و تنسیخ کی۔ یہ تغیر دو صورتوں میں ہوسکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ لکھانے والا تو کچھ اور لکھائے مگر لکھنے والا شرارت سے کچھ اور لکھ دے۔ یعنی لکھوانے والے کی موجودگی میں ہی اُس کے سامنے تغیر و تبدل کردے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وصیت کرنے والے کی وفات کے بعد اُس میں تغیر و تبدل کردے۔ یعنی وصیت میں جو کچھ کہا گیا ہو اس کے مطابق عمل نہ کرے بلکہ اُس کے خلاف چلے۔ اِن دونوں صورتوں میں اس گناہ کا وبال صرف اُسی پر ہوگا جو اُسے بدل دے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْم﴾: فرماتا ہے کہ ہم علیم خدا ہیں۔ سمجھ بوجھ کر حصص مقرر کئے ہیں اور وصیتوں کے بدلانے کو بھی سنتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جو شخص سننے کے بعد وصیت کو بدل ڈالے تو یہ گناہ اُن لوگوں پر ہے جو جرم تبدیل وصیت کے عمداً مرتکب ہوں۔ تحقیق اللہ سنتا اور جانتا ہے یعنی ایسے مشورے اُس پر مخفی نہیں رہ سکتے اور یہ نہیں کہ اُس کا علم ان باتوں کے جاننے سے قاصر ہے۔''

حضور نے صفت اَلسَّمِیْع کے ضمن میں سورۃ البقرہ آیت ۲۲۵ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد اس کی تشریح پیش کی اور فرمایا کہ ﴿وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ﴾ میں بتایا کہ اگر تمہیں نیکی اور تقویٰ اور اصلاح بین الناس کے کام میں مشکلات پیش آئیں تو خدا تعالیٰ سے اس کا دفعیہ چاہو اور ہمیشہ دعاؤں سے کام لیتے رہو کیونکہ یہ کام دعاؤں کے بغیر سرانجام نہیں پاسکتے اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ علیم بھی ہے۔ اگر تم اس کی طرف جھکو گے تو وہ اپنے علم میں سے تمہیں علم عطا فرمائے گا اور نیکی اور تقویٰ کے بارے میں تمہارا قدم صرف پہلی سیڑھی پر نہیں رہے گا بلکہ علم لدنی سے بھی تمہیں حصہ دیا جائے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صفت سمیع کے تحت بعض احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا کے بعض واقعات کا بھی ذکر فرمایا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص جمعہ کے روز مسجد نبوی میں اس دروازے سے داخل ہوا جو منبر کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ اُس نے آنحضرت ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرکے عرض کیا: یارسول اللہ! مویشی مر رہے ہیں، راستے مخدوش ہو رہے ہیں، آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہم پر بارش برسائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور دعا کرتے ہوئے تین مرتبہ کہا: ''اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا'' اے اللہ! ہم پر بارش کا پانی نازل کر۔

انسؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہمیں اُس وقت آسمان پر کوئی بادل یا بادل کا ٹکڑا نظر نہیں آرہا تھا جبکہ سلع پہاڑ تک ان دنوں کوئی گھر تعمیر نہ ہوا تھا۔ اچانک سلع کے پیچھے سے ڈھال کی شکل کی ایک بدلی نمودار ہوئی جب وہ آسمان کے وسط میں آئی تو پھیل گئی، پھر بارش برسانے لگی۔

انسؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم نے چھ دن تک سورج نہیں دیکھا۔ پھر ایک شخص اگلے جمعہ، اُسی دروازے سے داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ وہ آپؐ کے سامنے کھڑا ہوا اور مخاطب ہوا اور کہا: یارسول اللہ! اموال تباہ ہو رہے ہیں، راستے منقطع ہو گئے ہیں۔ آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ بارش کو روک لے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے، پھر کہا: ''اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَاعَلَیْنَا'' اے اللہ! ہمارے اردگرد تو بارش ہو مگر ہمارے اوپر بارش نہ ہو۔ اے اللہ! چوٹیوں اور پہاڑوں، چٹیل میدانوں، وادیوں اور جنگلوں پر بارش برسا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا دعا کرنا تھا کہ بارش ختم ہوگئی اور جب نماز جمعہ پڑھ کر نکلے تو دھوپ نکلی ہوئی تھی۔

حضور نے آنحضرت ﷺ کی بدر کے موقع کی دعاؤں اور حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ کے اسلام قبول کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کا ذکر فرمایا جو بڑی شان سے پورا ہوئیں۔

پھر حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا کے بعض واقعات پیش فرمائے جن میں حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کی شدید بیماری سے غیر معمولی شفایابی اور حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی مالی مشکلات سے نجات اور باؤلے کتے کے کاٹے سے عبدالکریم صاحبؓ کی شفایابی کے غیر معمولی اور عظیم الشان واقعات شامل تھے۔

آخر پر حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کا ذکر فرمایا۔ ۱۸۸۳ء کا الہام ہے:

''یَاعَبْدَالْقَادِرِ اِنِّی مَعَکَ اَسْمَعُ وَاَرٰی''۔ اے عبدالقادر مَیں تیرے ساتھ ہوں، سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''مَیں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبیعہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے۔''

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا نے مجھے بار بار الہامات کے ذریعہ یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا کے ذریعہ سے ہوگا۔''

(سیرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانی صاحبؓ۔ صفحہ ۵۱۸)

خدا کرے

تجھ کو خدا نے سایۂ رحمت بنا دیا
مسرورؔ! تجھ پہ سایۂ رحمت خدا کرے

آ اے دلوں کی مملکت کے بادشاہ! آ
اب تُو کرے دلوں پہ حکومت خدا کرے

جائے جدھر جدھر تُو فرشتے ہوں ساتھ ساتھ
عرش آشنا ہو تیری خلافت خدا کرے

اِس شاہراہِ نَو کے نشیب و فراز میں
آسان تجھ پہ تیری مسافت خدا کرے

ہر سیدھی راہ پر رہے تیرا قدم قدم
ہر ہر قدم پہ تیری حفاظت خدا کرے

ہر شام بن کے ساعتِ سعد آئے ہر گھڑی
ہر صبح تیری صبحِ سعادت خدا کرے

ہر مرحلے پہ تجھ سے ہو راضی ترا خدا
ظاہر ہو تجھ سے دوسری قدرت خدا کرے

ہر روز نَو شگفتہ کلی کی طرح رہے
ناساز ہو نہ تیری طبیعت خدا کرے

اے جانِ جاں! جہاں ترا حلقہ بگوش ہو
اور تُو کرے جہاں کی امامت خدا کرے

رشک آئے اُس کو دیکھ کے شاہوں کی شان کو
تجھ کو عطا وہ شوکت و سطوت خدا کرے

سُن کر اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَان
ڈھونڈے تری دعا کو اجابت خدا کرے

دریا میں جیسے موجۂ دریا ہو، دلوں میں
یوں موجزن ہو تیری محبت خدا کرے

تیرا وجود اِس کے لئے ہو گا حرز جاں
تجھ پر فدا ہو تیری جماعت خدا کرے

توفیق مل رہی ہے اِسے تیری دید کی
پاتی رہے نظر یہ سعادت خدا کرے

مرضی تری سنائی دے تیرے کہے بغیر
تجھ کو عطا وہ حسن خطابت خدا کرے

دن ہو کہ رات، جس گھڑی آئے تیری صدا
اترے دلوں میں حُسنِ سماعت خدا کرے

ہم جنبش و سکوں میں ترے ساتھ ساتھ ہوں
ایسا ملے شعورِ اطاعت خدا کرے

ہو عرش پر قبول جو سجدہ زمیں پہ ہو
ہم اور ہو یہ ذوقِ عبادت خدا کرے

ممسوح اُس کے عطرِ رضا سے ہوا ہے تو
پہنچے چمن چمن تری شہرت خدا کرے

ارضِ وطن کو بھی ملے مژدہ بہار کا
اب مختصر ہو عرصۂ ہجرت خدا کرے

تسکین جاں ملی ہمیں تمکین دیں ملی
لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ سے کیا نعمت نہیں ملی

(عبدالمنان ناہیدؔ)

فرزندان احمدیت کی

عدیم المثال ادبی، دینی اور ملی خدمات

عصر حاضر کے مسلم سکالرز اور مشاہیر کی نظر میں

(دوست محمد شاھد، مورخ احمدیت)

اسلامی دنیا کیلئے خوشخبری

سیدنا حضرت اقدس مہدئ دوراں مسیح الزماں مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اپنے دعویٰ مسیحیت کی اوّلین کتاب 'فتح اسلام' میں جو اوائل ۱۸۹۱ء میں منصّہ شہود پر آئی پوری اسلامی دنیا کو خوشخبری دی کہ۔:

''اس درخت (یعنی تحریک احمدیت ۔ ناقل) کو اس کے پھلوں سے اور اس نیّر کو اس کی روشنی سے شناخت کرو گے۔ (صفحہ ۴۷ طبع اوّل)

انیسویں صدی کی بظاہر ناممکن الوقوع غیبی خبر آج نقشہء عالم پر عملی شکل اختیار کر چکی ہے؟ اس کا حیرت انگیز اعتراف پاکستان کے نامور محقق و مؤلف جناب سید قاسم محمود نے شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا (مطبوعہ 'الفیصل' لاہور) کے جدید ترین ایڈیشن میں بایں الفاظ فرمایا ہے۔ آپ حضرت مصلح موعودؓ کے تذکرہ میں تحریر کرتے ہیں۔:

''۱۹۱۴ء میں حکیم نورالدین کے انتقال کے بعد قادیانی جماعت کے خلیفہ بنے۔ ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کے نام سے ایک نئی تحریک چلائی جس کا مقصد ساری دنیا میں اپنی جماعت کے خیالات کی ترویج تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا محمود کے زمانے میں قادیانی جماعت (احمدیہ جماعت) کو دنیا بھر میں فروغ حاصل ہوا۔ چنانچہ یورپ، امریکہ، افریقہ اور ایشیا کے کئی ممالک میں بے شمار تبلیغی مرکز قائم کئے۔ لندن، واشنگٹن، ہیگ، گھانا وغیرہ (میں) عبادت گاہیں تعمیر کروائیں اور کئی مدارس تعمیر کرائے''۔

(صفحہ ۱۴۴۹)

اسی طرح آپ نے اپنی تازہ اور معرکہ آراء تالیف انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا (مطبوعہ ''الفیصل'' لاہور) کے صفحہ ۱۷۷ میں ''احمدیہ جماعت'' کے زیر عنوان یہ واضح حقیقت بیان فرمائی ہے کہ۔:

''احمدیوں نے من حیث الجماعت تحریک پاکستان کی حمایت کی تھی۔ قیام پاکستان کے لئے انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا......احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ جہاد صرف کافروں سے جنگ آزمائی کا نام نہیں بلکہ اللہ کا پیغام پھیلانے کے لئے جُہد مسلسل کا نام ہے۔ یہ نظریہ جہاد نومعتقدوں میں تیزی سے مقبول ہو گیا اور ہندوستان، پاکستان، افریقہ، شمالی امریکہ اور مشرقی ایشیا کے ہزاروں لوگوں نے جن میں بیشتر مسلمان تھے احمدیت قبول کر لی۔ جماعت کی اندرونی تنظیم، باہمی اخوت و یگانت اور نئے جوش و جذبے کی وجہ سے بالخصوص علمائے دین سے ان کا تصادم ہوا......اس کے نتیجہ میں احمدیہ جماعت کے سربراہ لندن چلے گئے جہاں ۱۹۸۵ء میں پاکستان سے باہر پہلی مرتبہ احمدیوں کا سالانہ اجتماع ہوا''۔

تاریخ ساز دور

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت انگلستان سے کس طرح سلسلہ احمدیہ کا انقلاب آفریں اور تاریخ ساز اور سنہری دور شروع ہوا اس کی نسبت احراری لیڈر خان محمد امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان کا تعجب خیز بیان سنئے کہ۔:

''قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے جب سے اپنا مستقر لندن منتقل کیا ہے......اربوں کھربوں کے منصوبے شروع کر دئے ہیں''۔

(تحریک ختم نبوت جلد سوم صفحہ ۹۲۰ از اللہ وسایا ناشر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان اشاعت اوّل جون ۱۹۹۵ء)

جماعت احمدیہ ۱۸۹۱ء کی گمنامی کی غار سے نکل کر اکیسویں صدی میں کس شان تمکنت کے ساتھ روشنی کے عالمی مینار کی رفعتوں تک جا پہنچی ہے اور اکناف عالم اس کی ضیا پاشیوں سے بقعہء نور بن رہے ہیں؟ محولہ بالا اقتباسات اس کی ایک ادنیٰ سی جھلک پیش کر رہے ہیں۔ ذیل میں اس کی روشنی میں نمونتہً صرف چند فرزندان احمدیت کی بعض ناقابل فراموش اور یادگار خدمات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر

ماہر لسانیات

حضرت شیخ محمد احمد صاحب (ولادت نومبر ۱۸۹۶ء۔ وفات ۸ مئی ۱۹۹۳ء) دور حاضر کے وہ مایہء صد افتخار ماہر السنہ عالم ہیں جنہوں نے چالیس سالہ محنت و جانفشانی اور شب و روز عرقریزی سے دنیا کی چھیالیس زبانوں کا تجزیہ کر کے ثابت کر دکھایا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے انکشاف کے مطابق اُن سب زبانوں کا سرچشمہ یقینی اور قطعی طور پر زبان عربی ہے۔ آپ کی یہ شاندار ریسرچ آپ کے قلم سے متعدد تصانیف کی شکل میں چھپ کر علمی حلقوں سے داد تحسین وصول کر چکی ہے۔

مثلاً آپ نے اس کڑی کی پہلی کتاب درج ذیل نام سے سپرد اشاعت فرمائی۔ "ARABIC THE SOURCE OF ALL LANGUAGES"۔ اس شاہکار کتاب پر روزنامہ پاکستان ٹائمز (Pakistan Times) لاہور کے فاضل تبصرہ نگار نے ایک پرزور اور مبسوط تبصرہ لکھا جس کے دو اقتباسات ہی اس مثالی پیشکش کی محققانہ عظمتوں کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہیں۔ فاضل تبصرہ نگار نے تحریر فرمایا:

"The book forms a fascinating reading providing surprises at every page. A considerably long period of intensive comparative study of the major languages and philological treatises have gone into the compilation of this book. It turns a seemingly impossible task into an easy mathematical one. The philological part covers only a portion.
The author has drawn inspiration from *Minanur Rehman*,.....The book is at once a fulfilment and a challenge. One wishes the Islamic Research Institute, Karachi, the compilers of the Urdu Encyclopaedia of Islam and Oriental College, Lahore, to pick up the thread and weave the entire web."

ترجمہ:

کتاب کا مطالعہ نہائت دلکش ہے اور اس کا ہر صفحہ حیرت انگیز ہے۔ اس کتاب کی تالیف دو امور پر مبنی ہے۔ یعنی لمبے عرصہ تک بڑی بڑی زبانوں کا موازنہ اور علم اللسان کی کتابوں کا گہرا مطالعہ۔ جو بات بظاہر ناممکن تھی اس کتاب کے ذریعہ سے آسان اور ایک حسابی صداقت ہو گئی ہے۔ کتاب کا لسانیاتی حصہ جزواً دیا گیا ہے۔ مصنف کا سرچشمہ فیض کتاب ''منن الرحمٰن'' ہے جو تحریک احمدیت کے بانی کی تصنیف ہے۔ جس میں عربی زبان کے امّ الالسنہ ہونے کا دعویٰ پیش کیا گیا ہے۔

کتاب زیر نظر نے ایک مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا ہے نیز یہ کتاب ایک کھلا چیلنج ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کراچی اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مؤلفین اور اورینٹل کالج لاہور کتاب زیر نظر کا سررشتہء تحقیق ہاتھ میں لیں اور اس کام کو مکمل کریں۔

شاعر احمدیت جناب ثاقب زیروی مرحوم ۱۹۹۲ء کے آخر میں آپ کی ملاقات سے مشرف ہوئے تو اس یگانہ روزگار شخصیت سے ازحد متأثر ہوئے چنانچہ انہوں نے ایک نظم میں آپ کو نذر عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا ؎

ہوئی اک نابغہ سے کل ملاقات
ہیں دل پر نقش اب تک اُس کے آثار
علوم دہر اس کے در کے درباں
مگر وہ آپ در بار درِ یار
وجود اس کا صداقت کی نشانی
مسیحا کی دعا کا حسن و شہکار
جو اپنی ذات میں اک انجمن ہے
مثالی ہے جہاں میں جس کا کردار

(بحوالہ رسالہ انصاراللہ اپریل ۱۹۹۵ صفحہ ۵۷)

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب

پانی پتی۔ محسن ادب اردو

آپ کا شمار برّ صغیر پاک و ھند کے شہرہ آفاق اور نہایت بلند پایہ اہل قلم میں ہوتا ہے۔ جناب سید قاسم محمود صاحب نے ''انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا'' کے صفحہ ۸۲۲ میں آپ کی عظیم ادبی شخصیت سے متعلق حسب ذیل نوٹ سپرد قلم فرمایا ہے۔:

''محمد اسماعیل پانی پتی۔ مصنف مؤرخ۔ ۱۸۹۳ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ مولانا الطاف حسین پانی پتی کے معنوی فرزند تھے۔ پانی پت میں شیخ صاحب نے ایک بڑے کتب خانے کی داغ بیل ڈالی اور خصوصاً مولانا حالی کے مکاتیب، تحریروں اور نوادرات کو جمع کیا۔ سردار جگت سنگھ کے ہمراہ ماہنامہ ''رہنمائے تعلیم'' کو ایڈٹ کیا جو اپنے زمانہ کا مشہور تعلیمی جریدہ تھا۔ ۱۹۴۷ء میں ان کے کتب خانے کو نذر آتش کر دیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد ماہنامہ ''عالمگیر'' کے مدیر مقرر ہوئے رسالہ نقوش کے خاص نمبروں کی تدوین میں محمد طفیل مرحوم کی معاونت کی۔ ان کا اہم ترین کام یہ ہے کہ انہوں نے سرسید احمد خان کی تمام تحریروں کو مقامات سرسید کی صورت میں جمع کیا جو سولہ جلدوں میں مجلس ترقی ادب لاہور کی جانب سے شائع ہوئے۔ شیخ صاحب کی دیگر اہم تصانیف یہ ہیں۔:

دس بڑے بڑے مسلمان ۔کلیات نثر حالی۔ تاریخ اشاعت اسلام۔ ان کے ایک فرزند شیخ محمد احمد پانی پتی نے بھی آپ کی رہنمائی میں عربی سے اردو میں بعض اہم کتابوں کا ترجمہ کیا۔ حکومت پاکستان نے آپ کی ادبی خدمات کے صلے میں ۱۹۷۰ء میں تمغہء حسن کارکردگی سے نوازا۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۲ء میں وفات پائی۔

شہید پاکستان

منیر الدین احمد صاحب

سید قاسم محمود اس کتاب کے صفحہ ۹۰۲ پر رقمراز ہیں۔:

''منیر الدین احمد شہید۔ اسکواڈرن لیڈر۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے وقت امرتسر کے قریب ایک بہت طاقتور ریڈار سٹیشن تھا جس کی حفاظت کا زبردست اہتمام کیا گیا تھا۔ پاک فضائیہ کی ایک اسکواڈرن کو اس ریڈار سٹیشن کو تباہ کرنے کا مشن دیا گیا تھا۔ اس پر بار بار حملے کئے جاتے تھے۔ منیر الدین ہر حملے میں شریک ہوتے تھے اور اپنی جان کی پروا کئے بغیر اپنے ٹارگٹ کو نشانہ بنانے، کافی دیر تک فضا میں رہ کر زبردست گولہ باری کرتے تھے۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۶۵ء کو انہوں نے آخری حملہ کیا اور ریڈار سٹیشن کو مکمل طور پر تباہ کرنے میں کامیابی حاصل کی لیکن اس کامیابی کا سودا بہت مہنگا پڑا۔ اُن کے اپنے طیارے کو آگ لگ گئی اور انہوں نے شہادت کا رتبہ پایا۔ ایک روز پہلے ۱۰ ستمبر کو انہوں نے انڈیا کا ایک طیارہ مار گرایا تھا۔ انتہائی مشکلات میں شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کرنے اور احکام سے بڑھ کر فرائض انجام دینے کے صلے میں انہیں ستارۂ جرأت سے نوازا گیا''۔

ملک اختر حسین صاحب

فاتح چھمب جوڑیاں

مکرم سید صاحب صفحہ ۱۸۰ پر لکھتے ہیں۔:

اختر حسین، ملک۔ میجر جنرل۔

ہلال جرأت۔ پاکستانی فوج کے ممتاز افسر۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں چھمب جوڑیاں کے محاذ پر تھوڑی سی فوج سے دشمن کی بہت بڑی فوج کو شکست فاش دے کر بہت پیچھے ہٹا دیا تھا اور پاکستانی فوج جموں کے قریب پہنچ گئی تھی۔ آپ موضع پیڈوری ضلع اٹک میں ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ قومی خدمات خاندان کے لئے کئی پشتوں سے باعث اعزاز تھیں۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کر کے ڈیرہ دون ملٹری اکیڈمی میں فوجی تعلیم و تربیت حاصل کی اور برما کے محاذ پر داد شجاعت دی۔ پاکستان قائم ہوا تو بریگیڈیر کا عہدہ ملنے کے بعد کوئٹہ سٹاف کالج میں ڈپٹی کمانڈنٹ اور انفنٹری سکول میں کمانڈنٹ بنائے گئے۔ ۱۹۵۹ء میں آپ نے انفنٹری بریگیڈ کی کمان سنبھالی، پھر ڈویژن کی کمان سونپ دی گئی۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد کچھ عرصہ سٹاف کالج کوئٹہ میں رہے پھر سنٹر کے مرکزی دفتر انقرہ میں پاکستان کا نمائندہ بنا دیا گیا۔ ۱۹۶۹ء میں آپ اپنی بیگم اور پاکستانی کمرشل اتاشی کے دو بچوں کے ساتھ ازمیر کے میلے میں جا رہے تھے کہ راستے میں موٹر کے حادثے سے شہید ہوئے۔

معرکہ چونڈہ کے ہیرو ملک عبدالعلی صاحب

کتاب کے صفحہ ۶۵۷ پر معرکہ چونڈہ کے مشہور عالم ہیرو ملک عبدالعلی صاحب سے متعلق حقیقت افروز نوٹ:۔

''عبدالعلی ملک ۔ لیفٹیننٹ جنرل۔ معرکہ چونڈہ۔ میجر جنرل اختر حسین کے چھوٹے بھائی ملک عبدالعلی نے بھی چونڈہ کے محاذ پر دشمن کے مسلسل اور شدید حملوں کے خلاف دفاع کیا۔ ۸ ستمبر کی رات کو دشمن نے ۱۵۰ ٹینکوں، توپ خانے کی چار رجمنٹوں اور پیدل فوج کے پورے ایک ڈویژن کے ساتھ حملہ کر دیا۔ انکے ۱۰۰ ٹینک عقب میں ریزرو میں تھے۔ یہ جنرل چوہدری کی فخر ہند رجمنٹ تھی۔ ان کے مقابلے میں پاکستان کی فوج کی تعداد بہت قلیل تھی۔ تاہم ۸؍ستمبر کی جنگ میں دشمن کی فوج کو جو پاکستانی سرحدوں میں کافی اندر آ چکی تھی چار پانچ میل پیچھے دھکیل دیا گیا۔ اس دن دشمن کے سولہ ٹینک تباہ ہوئے۔ ان میں سے تین پر قبضہ کر لیا گیا۔ ۹ ستمبر کو دشمن نے پھر حملہ کیا اور دو دن تک لڑائی جاری رہی جس میں دشمن کے متعدد ٹینک، فوجی گاڑیاں اور گولہ بارود کے ذخائر تباہ کر دئے گئے۔ ۱۸؍اور ۱۹؍ستمبر کو دشمن نے تین اطراف سے چونڈہ پر حملہ کیا۔ چار روز کی شدید جنگ کے بعد دشمن کو پسپا کر دیا گیا۔ اس محاذ پر دشمن کئی دن تک مسلسل اپنے فوجیوں کی لاش اٹھاتا رہا۔ آپ کو اس شجاعت اور دلیری کے صلے میں ہلال جرأت کا ایوارڈ دیا گیا۔ ۱۷ جنوری ۱۹۹۲ء کو فوت ہوئے''۔

حضرت چودھری محمد ظفراللہ خاں صاحب صدر عالمی اسمبلی و عالمی عدالت انصاف

حضرت چودھری محمد ظفراللہ خاں صاحب (ولادت ۶ فروری ۱۸۹۳ء ۔ بیعت ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ وفات یکم ستمبر ۱۹۸۵ء) کے دینی کارنامے اور ملّی خدمات بے شمار ہیں جو چاند ستاروں کی طرح افق عالم پر ہمیشہ جگمگاتی رہیں گی۔ آپ کی رقم فرمودہ سوانح حیات تحدیث نعمت آپ کے عظیم اور عالمی کارہائے نمایاں کا انتہائی نفیس و حسین مرقع ہے۔ جناب ثاقب زیروی مرحوم نے تین شعروں میں آپ کی عظمت شان اور جلال مرتبت کا تصوّر کس شان جامعیت کیساتھ پیش کیا ہے:۔

لگتا تھا دیکھنے میں جو انسان کم سخن
جب بولنے پہ آیا۔زمانے پہ چھا گیا
تھی اس کی ذات مشعل انوار آگہی
جینے کا زندگی کو قرینہ سکھا گیا
ظفراللہ خاں قائد اعظم کا دست راست
عالم پہ اپنی دھاک بٹھا کر چلا گیا

(خالد دسمبر ۱۹۸۵ء۔ جنوری ۱۹۸۶ء صفحہ ۱۲۸)

سابق وزیر اعظم پاکستان چودھری محمد علی صاحب اپنی کتاب ''ظہور پاکستان'' صفحہ ۴۴۵ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''عالم اسلام کی آزادی، استحکام، خوشحالی اور اتحاد کے لئے کوشاں رہنا پاکستان کی خارجہ پالیسی کا ایک مستقل مقصد ہے۔ حکومت پاکستان کا ایک اوّلین اقدام یہ تھا کہ مشرق وسطیٰ کے ملکوں میں ایک خیر سگالی وفد بھیجا گیا۔ پاکستان نے فلسطین میں عربوں کے حقوق کو اپنا مسئلہ سمجھا اور اقوام متحدہ میں پاکستان کے وزیر خارجہ ظفراللہ خاں اس کے فصیح ترین ترجمان تھے۔ علاوہ ازیں انڈونیشیا، ملایا، سوڈان، لیبیا، طونس، مراکش، نائجیریا، اور الجزائر کی مکمل حمایت کی گئی''۔

جلالت الملک شاہ حسین شاہ اردن نے زمانہ حاضرہ کے بطل جلیل حضرت چوہدری صاحب کی المناک رحلت پر لکھا:۔ (عربی سے ترجمہ):

''ان کو عالم انسانیت کی خدمت، دنیا بھر کے عوام کی جائز اور اصولی موقف کی تائید خصوصاً فلسطینیوں کے بارے میں عظیم خدمات کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ یقیناً وہ عرب مفادات کی تائید کے چمپئین تھے۔ چاہے مسلمان ہوں یا غیر جانبدار ممالک یا عالمی عدالت انصاف ان کی کبھی نہ ختم ہونے والی جدوجہد ایک عظیم آدمی کی زندگی کی تابناک مثالیں ہیں جو ہمارے عقیدے اور تہذیب کے اعلیٰ اصولوں کی پاسداری کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہا''۔ (بحوالہ 'انصاراللہ'، ربوہ، نومبر دسمبر ۱۹۸۵ صفحہ ۷)

عالمی شہرت یافتہ عظیم موحّد سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالسلام صاحب

برصغیر کے نامور سخنور جناب راغب مراد آبادی کا پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب (ولادت ۲۹؍جنوری ۱۹۲۶ء۔ وفات ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء) کو خراج تحسین:۔

منفرد سائنس داں تھے ان سے بھی
آبرو سائنس کی ہے لا کلام
ان کا اب نعم البدل کوئی نہیں
بے بدل بیشک رہیں گے وہ مدام

۱۹۷۹ء کے آخر میں ڈاکٹر صاحب کو طبیعات کے میدان میں تحقیقی کارنامہ انجام دینے پر

زندگی کے جام تو نے چار سو بانٹے ہمیش

قرب کا طالب رہا ، قربِ خدا کو پا لیا
بندۂ حق نے بسرعت مدّعا کو پا لیا
زندگی کا لمحہ لمحہ وقف تھا جس کے لئے
جان کی بازی لگا کر اُس خدا کو پا لیا
زندگی تیری مثالی تھی ، مثالی موت بھی
دے کے سب کچھ اِک متاعِ بے بہا کو پا لیا
''موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شراب زندگی''
تیرے آئینے میں اِس رازِ بقا کو پا لیا
زندگی کے جام تو نے چار سو بانٹے ہمیش
مردہ روحوں نے حیاتِ جانفزا کو پا لیا
ابنِ مریم کوملا تھا حق سے وہ دستِ شفا
جاں بہ لب لوگوں نے بھی جامِ شفا کو پا لیا
کون کہتا ہے کہ تُو موجود اب ہم میں نہیں
کام زندہ ہیں ترے، تُو نے بقا کو پا لیا
زندۂ جاوید آقا ! رحمتیں تجھ پر مدام
جا کے بھی جانے نہ والے ! برکتیں تجھ پر مدام

(عطاء المجیب راشد)

سائنس کا اعلیٰ ترین عالمی اعزاز نوبل پرائز سے نوازا گیا جس پر پوری مسلم دنیا پر مسّرت کی زبردست برقی رو دوڑ گئی۔

تحریک اسلامی بینکاری کے سربراہ شہزادہ محمد بن فیصل السعود نے بیان دیا کہ یہ اعزاز مسلمانان عالم کے لئے خوشی اور افتخار کا باعث ہے ۔

(اخبار جنگ کراچی ۳ نومبر ۱۹۷۹ء)

لیبیا کے وزیر تعلیم ڈاکٹر شمیل اور لیبیا اٹامک انرجی کے ڈاکٹر جمعہ نے اپنے پیغامات میں اعلان کیا:

''آپ کا یہ اعزاز ساری اسلامی دنیا کے لئے باعث عزت و افتخار ہے''۔

لنڈن اسلامک کلچر سینٹر کے ڈائریکٹر ذکی بداوی نے فرمایا:۔

''پروفیسر سلام نے نوبل انعام حاصل کر کے دنیا کے مسلمان سائنسدانوں اور نوبل انعام کے درمیان حائل دیوار گرا دی ہے (ترجمہ روزنامہ ڈان کراچی مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۷۹ء)

آخر میں ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم کی زبان مبارک سے آپ کا ایک یادگار پیغام سماعت فرمایئے۔ آپ نے مسلمان دانشوروں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''کیا ہم تاریخ کے اوراق پلٹ کر دوبارہ سائنس میں برتری حاصل کر سکتے ہیں۔ میں بہت عاجزی سے گذارش کروں گا کہ یہ ممکن ہے بشرطیکہ پورا سماج اور خصوصاً ہمارے نوجوان اس کو اپنا مقصد بنا لیں کہ اس کی بنیاد ہماری نظریاتی روایتوں میں اور خود ہمارے قرون اولیٰ کے تجربوں میں ہے۔ لیکن ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اس نشأۃ ثانیہ تک پہنچنے کا کوئی آسان راستہ نہیں ہے۔ یہ مقصد جبھی حاصل ہوگا جب ہمارے نوجوانوں کے دلوں میں اسکی تمنا بیدار ہو جائے اور پوری قوم اس کا بیڑہ اٹھالے''۔

''اَلْحِکْمَةُ ضَآلَّةُ الْمُؤْمِن۔ حکمت مومن کا کھویا مال ہے۔ جہاں تک ٹیکنالوجی کا معاملہ ہے مجھے اس سے پورا اتفاق ہے لیکن سائنس، اس پر تو مجھے البیرونی کا وہ قصہ یاد آتا ہے کہ جب کسی ہمعصر مولوی نے ان پر کفر کا فتویٰ اس وجہ سے لگایا کہ انہوں نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا تھا جس میں نماز کا وقت معلوم کرنے کے لئے بازنطین (BYZANTINE) جنتری سے مدد لی گئی تھی تو البیرونی نے بگڑ کر کہا بازنطینی تو روٹی بھی کھاتے ہیں تو کیا آپ روٹی کے خلاف بھی مذہبی اعتراض کریں گے''۔ (سائنس اور جہان نو صفحہ ۲۰۰۔۲۰۵۔ ناشر فرنٹیر پوسٹ پبلی کیشنز لاہور اشاعت اول ۱۹۹۲ء)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

مجھ کو خود اس نے دیا ہے چشمۂ توحید پاک
تا لگا دے از سرِ نو باغ دیں میں لالہ زار
جبکہ کہتے ہیں کہ کاذب پھولتے پھلتے نہیں
پھر مجھے کہتے ہیں کاذب دیکھ کر میرے ثمار

خطبہ جمعہ

آج ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمارے اوپر بہت بڑھ کر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ اپنے اندر انقلابی تبدیلیاں پیدا کریں۔ اپنے گھروں کو بھی جنت نظیر بنائیں، اپنے ماحول میں بھی ایسا تقویٰ قائم کریں جو اللہ تعالیٰ ہم سے توقع رکھتا ہے۔

قرآن مجید ،احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کے تعلق میں مختلف امور کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۱۶/مئی ۲۰۰۳ء مطابق ۱۶/ہجرت ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۔ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ ۔اِنَّهٗ خَبِیْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ﴾(سورۃ النمل:۸۹)۔اورتُو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اس حال میں کہ انہیں ساکن و جامد گمان کرتا ہے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہیں۔(یہ) اللہ کی صنعت ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔ یقیناً وہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ﴿تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ﴾ سے یہ مراد نہیں کہ پہاڑ الگ چلتے ہیں اور زمین الگ چلتی ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ زمین چلتی ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ چلتے ہیں اور جس طرح زمین بادلوں کو اپنے ساتھ کھینچے چلی جاتی ہے اسی طرح وہ پہاڑوں کو بھی اپنے ساتھ اٹھائے چلی جاتی ہے۔

اس آیت میں ظاہری طور پر تو پہاڑوں کے چلنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور بادلوں کے ساتھ ان کی مشابہت بیان کی گئی ہے لیکن باطنی طور پر اس میں بڑی بڑی حکومتوں کی تباہی کی خبر دی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ تمہیں تو اپنے زمانہ کی حکومتیں ایسی مضبوط دکھائی دیتی ہیں کہ تم سمجھتے ہو وہ صدیوں تک بھی تباہ نہیں ہوسکتیں مگر خدا تعالیٰ اسلام کی شوکت ظاہر کرنے کے لئے ان کو اس طرح اڑا دے گا کہ ان کا نشان تک بھی نظر نہیں آئے گا۔ چنانچہ اس کی مثال دیتے ہوئے بتایا کہ جس طرح ہوائیں بادلوں کو اڑا کر لے جاتی ہیں اسی طرح جب اسلام کی تائید میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوائیں چلنی شروع ہوئیں تو کفر و شرک کے بڑے بڑے دیو قامت پیکر اس طرح اڑیں گے کہ ان کا نشان بھی دکھائی نہیں دے گا۔ مگر یہ سب کچھ انسانی تدابیر سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوگا اور اس کی قدرت اور صنعت کا اس سے ظہور ہوگا۔

آخر میں فرمایا کہ ﴿اِنَّهٗ خَبِیْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ﴾ یہ عظیم الشان انقلاب اس صورت میں آسکتا ہے جبکہ مسلمان بھی اپنے اندر انقلاب پیدا کریں۔ اگر تم اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کروگے اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ظالم بنو گے تو خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ایک ظالم کو مٹا کر دوسرا ظالم اس کی جگہ بٹھا دے۔ خدا تعالیٰ اسی صورت میں ان پہاڑوں کو اڑائے گا جب تم اپنے آپ کو اسلامی احکام کا نمونہ بناؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا مقام حاصل کرلو گے۔

پس آج ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمارے اوپر بہت بڑھ کر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ اپنے اندر انقلابی تبدیلیاں پیدا کریں۔ اپنے گھروں کو بھی جنت نظیر بنائیں، اپنے ماحول میں بھی ایسا تقویٰ قائم کریں جو اللہ تعالیٰ ہم سے توقع رکھتا ہے۔ اور ہم سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو اس خدائی بشارت کو ہم سے دور کردے۔ پس ہم پر یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دیں کیونکہ آج عالم اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری سب سے بڑھ کر جماعت احمدیہ پر ہے۔ ہمارے پاس کوئی طاقت تو نہیں، کوئی نمونہ حکومت کا نہیں لیکن دعاؤں کے ذریعہ جس طرح حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ سب مراحل انشاء اللہ طے ہوں گے۔

اب قرآن کریم کی بعض اور آیات بھی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جن میں اللہ تعالیٰ کی صفت خبیر کا ذکر ہے۔

﴿یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ﴾(سورۃ لقمان:۱۷)۔اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز ہو پس وہ کسی چٹان میں (دبی ہوئی) ہو یا آسمان یا زمین میں کہیں بھی ہو، اللہ اسے ضرور لے آئے گا۔ یقیناً اللہ بہت باریک بین (اور) باخبر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

”﴿اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ﴾ کسی شئے کے پیدا کرنے کے واسطے اس شئے کا کامل علم لازم ہے، خدا لطیف ہے، خبیر ہے۔ روح اور مادہ کے متعلق اسے کامل علم ہے کہ وہ کیونکر پیدا ہوسکتا ہے اور پھر اسے قدرت بھی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے کوئی ذرّہ اور روح پیدا ہی نہیں کیا تو اس کے متعلق کامل علم کیونکر رکھ سکتا ہے۔(حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۱۷۰)

پھر فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ ادنیٰ و اعلیٰ سب باتوں سے باخبر ہے۔ علم الٰہی پر ایمان لانے سے نیکی پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کو یہ یقین ہو کہ کوئی بڑا شخص مجھے دیکھ رہا ہے تو پھر وہ بدی کرنے سے رکتا ہے۔ پھر اپنے بزرگوں، افسروں، حاکموں کے سامنے بدی کرنے سے اور بھی رکتا ہے۔ ایسا ہی جس کو یہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام افعال، حرکات و سکنات کو دیکھتا ہے اور ہمارے دل کے خیالات اور ارادات سے بھی باخبر ہے وہ شخص کبھی بدی کے نزدیک نہیں جا سکتا۔(حقائق الفرقان جلد ۳ صفحہ ۳۶۷)

اگلی آیت ہے:﴿وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰی اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ۔اِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا﴾(سورۃ الاحزاب:۳)۔اور اس کی پیروی کر جو تیری طرف تیرے ربّ کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔ یقیناً اللہ، اس سے جو تم کرتے ہو، خوب باخبر ہے۔

پھر سورۃ سبا میں فرمایا:﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ۔ وَهُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ﴾(سورۃ السبا:۲)۔سب حمد اللہ ہی کی ہے جس کا وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ اور آخرت میں بھی تمام تر حمد اسی کی ہوگی اور وہ بہت حکمت والا اور ہمیشہ خبر رکھتا ہے۔

اب آئندہ زمانہ میں ظاہر ہونے والی وہ خبریں جن کا قرآن کریم میں بیان فرمایا گیا ہے ان کا کچھ پہلے ذکر آچکا ہے، کچھ مزید خبروں کا یہاں مختصراً ذکر کروں گا۔ مثلاً اس زمانہ میں منتشر یہودیوں کی فلسطین میں جمع ہونے کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی۔ فرمایا﴿وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اسْکُنُوْا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِکُمْ لَفِیْفًا﴾ اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ موعودہ سرزمین میں سکونت اختیار کرو اور جب آخرت کا وعدہ آئے گا تو ہم تمہیں پھر اکٹھا کر کے لے آئیں گے۔

اس کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ﴿فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ﴾ یعنی اب تم کنعان میں جاؤ لیکن ایک وقت کے بعد تم کو وہاں سے نکلنا پڑے گا۔ پھر خدا تعالیٰ تم کو واپس لائے گا۔ پھر تم نافرمانی کروگے اور دوسری دفعہ عذاب آئے گا اس کے بعد تم جلاوطن رہو یہاں تک کہ تمہاری مثیل قوم کے متعلق جو دوسری تباہی کی خبر ہے اس کا وقت آجائے اس وقت پھر تم کو مختلف ملکوں

سے اکٹھا کر کے ارضِ مقدس میں واپس لایا جائے گا۔

چنانچہ دیکھ لیں اس الٰہی خبر کے مطابق ۱۸۸۲ء سے ۱۹۰۳ء کے دوران عثمانی ترکوں نے یہود کو پہلی دفعہ دوبارہ فلسطین کے علاقہ میں آباد ہونے کی اجازت دی تو روس کے یہودی یہاں آ کر آباد ہونا شروع ہوئے۔ بیسویں صدی کے شروع میں یہودی کی تعداد بہت تھوڑی تھی لیکن پھر یہ تعداد بڑھتی گئی اور پہلی جنگ عظیم میں ترکی کی سلطنت کمزور ہونے پر یورپ کی مفاد پرست طاقتوں نے بیت المقدس میں کئی قونصلیٹ قائم کئے اور پھر یہودی شہر تل ابیب کا قیام ہوا۔ پھر برطانوی حکومت نے ایک اعلان کے ذریعہ آزاد یہودی ریاست کا منصوبہ دیا اور پھر ۱۹۱۷ء میں برطانیہ کا یہ حق بھی لیگ آف نیشن نے تسلیم کیا کہ وہ فلسطین کی آبادکاری میں اس کا پورا پورا ساتھ دے۔ پھر ۱۹۴۷ء میں دنیا کے تمام علاقوں سے اس قدر یہودی اکٹھے ہوئے کہ آج آپ دیکھیں کہ تمام مسلمان ممالک کو ایک عجیب عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے اور یہ اب تعداد روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور یہ خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے۔

پھر فرمایا: ﴿یَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَی الْاَرْضَ بَارِزَۃً وَّحَشَرْنٰھُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْھُمْ اَحَدًا﴾ (سورۃ الکھف:۴۸)۔ اور جس دن ہم پہاڑوں کو حرکت دیں گے اور تو زمین کو دیکھے گا کہ وہ اپنا اندرونہ ظاہر کر دے گی اور ہم (اس آفت میں) ان سب کو اکٹھا کریں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اس جگہ آدمیوں کا ذکر ہے پہاڑوں اور دریاؤں کا ذکر نہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ یہ سب پیشگوئیاں اس دن پوری ہوں گی جب بڑے بڑے لوگ جنگوں کے لئے نکل کھڑے ہوں گے۔ اور تو ساری زمین کو یعنی سب اہل زمین کو دیکھے گا کہ جنگ کے لئے ایک دوسرے کے مقابل پر کھڑے ہو جائیں گے۔ اور ایسی جنگ ہوگی کہ گویا ان میں سے ایک بھی نہ بچے گا۔ اس واقعہ کی طرف انجیل میں بھی اشارہ ہے۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ آخری زمانہ میں قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کرے گی۔ (متی باب ۲۴)۔ فرمایا: ہوسکتا ہے کہ اَلْاَرْض سے ادنیٰ طبقہ کے لوگ مراد ہوں اور اَلْجِبَال سے بڑے لوگ۔ یعنی اس دن ایک طرف سے جبال یعنی بڑی لوگ یا دوسرے لفظوں میں ڈکٹیٹرز نکلیں گے۔ اور دوسری طرف سے اَرض یعنی ڈیموکریسی کے حامی اور حکومت عوام کے نمائندے نکلیں گے اور آپس میں خوب جنگ ہوگی۔

اب بڑی طاقتوں کو جو اپنے آپ کو بہت مہذب سمجھتی ہیں دیکھ لیں کہ وہ یہی کچھ حرکتیں کر رہی ہیں اور گو کہ پہلے خیال تھا کہ بلاک ختم ہو رہے ہیں اب پھر نئے سرے سے نئے بلاک بن رہے ہیں اور دنیا بلاکوں میں تقسیم ہو رہی ہے اور یہ عمل اب شروع ہو چکا ہے۔ اب یہ جنگیں کب ہوں گی، اللہ بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔

پھر فرمایا ﴿اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ۔ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ۔ وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِھِمْ۔ وَجَعَلْنَا فِیْھَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّھُمْ یَھْتَدُوْنَ﴾ (سورۃ الانبیاء:۳۱،۳۲)۔

کیا انہوں نے دیکھا نہیں جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین دونوں مضبوطی سے بند تھے پھر ہم نے ان کو پھاڑ کر الگ کر دیا اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔ تو کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے؟ اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تا کہ وہ ان کے لئے غذا فراہم کریں اور ہم نے اس میں کھلے رستے بنائے تا کہ وہ ہدایت پاویں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت کائنات کے اسرار پر سے ایسا پردہ اٹھاتی ہے جو اس زمانے کے انسان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ فرمایا: یہ ساری کائنات ایک مضبوطی سے بند کئے ہوئے ایسے گیند کی شکل میں تھی جس میں سے کوئی چیز باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ پھر ہم نے اس کو پھاڑا اور اچانک ساری کائنات اس میں سے پھوٹ پڑی اور پھر پانی کے ذریعہ ہر زندہ چیز کو پیدا فرمایا۔ اور پانی کے معاً بعد ﴿رَوَاسِیَ﴾ کے ساتھ اس پانی کے نازل ہونے کے نظام کا ذکر فرما دیا۔ اور پھر یہ ذکر فرمایا کہ کس طرح آسمان، زمین اور اہل زمین کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر زمین و آسمان اور تمام اجرام کی دائمی گردش کا ذکر فرمایا اور جس طرح زمین اور آسمان دائمی نہیں ہیں اسی طرح یہ بھی متوجہ فرمایا کہ انسان بھی دائم رہنے والا نہیں۔

پھر قیامت کی گھڑی پر گواہی دینے والے عظیم واقعات کی خبر ہے۔ فرمایا: ﴿اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ۔ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ۔ وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ۔ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾ (سورۃ التکویر:۲ تا ۵)۔ ترجمہ یہ ہے کہ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ اور جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔ اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی۔

اس کی مختصر تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم دنیا میں رونما ہونے والے عظیم واقعات کی خبر دیتا ہے جو قیامت کی گھڑی پر گواہ ٹھہریں گے۔ اور گواہ ٹھہرایا گیا ہے سورج کو جب اسے ڈھانپ دیا جائے گا۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی روشنی کو اس زمانہ کے دشمن بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے نہیں پہنچنے دیں گے اور ان کا مکروہ پراپیگنڈا بیچ میں حائل ہو جائے گا۔ اور جب صحابہؓ کے نور کو بھی دشمن کی طرف سے گدلا دیا جائے گا اور جس طرح سورج کے بعد ستارے کسی حد تک روشنی کا کام دیتے ہیں اسی طرح صحابہ کا نور بھی انسان کی نظر سے زائل کر دیا جائے گا۔ یہ وہ زمانہ ہوگا جبکہ بڑے بڑے پہاڑ چلائے جائیں گے یعنی پہاڑوں کی طرح بڑے بڑے سمندری جہاز بھی اور فضائی جہاز بھی سفر اور بار برداری کے لئے استعمال ہوں گے اور اونٹنیاں ان کے مقابل پر بیکار کی طرح چھوڑ دی جائیں گی۔

اب ایک آیت ہے جس میں آج کل کے زمانے میں احمدیوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں ان کا بھی ذکر ہے۔

﴿قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ۔ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ۔ اِذْ ھُمْ عَلَیْھَا قُعُوْدٌ۔ وَّھُمْ عَلٰی مَا یَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ شُھُوْدٌ۔ وَمَا نَقَمُوْا مِنْھُمْ اِلَّآ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ﴾ (سورۃ البروج: ۵ تا ۹) ہلاک کر دیئے جائیں گے کھائیوں والے۔ یعنی اُس آگ والے جو بہت ایندھن والی ہے۔ جب وہ اُس کے گرد بیٹھے ہوں گے۔ اور وہ اُس پر گواہ ہوں گے جو وہ مومنوں سے کریں گے۔ اور وہ اُن سے پرخاش نہیں رکھتے مگر اس بنا پر کہ وہ اللہ، کامل غلبہ رکھنے والے، صاحبِ حمد پر ایمان لے آئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ ان آیات میں ان لوگوں کی ہلاکت کی پیشگوئی کی گئی ہے جنہوں نے کھائی میں آگ جلائی تھی اور اس میں مومنوں کو پھینک کر بیٹھے ان کا تماشا دیکھتے تھے۔ ان آیات میں یہ پیشگوئی مضمر ہے کہ یہ واقعہ آئندہ بھی رونما ہوگا اور وہ زمانہ موعود کا زمانہ ہوگا۔ پس لازماً اس کا اطلاق ان مظلوم احمدیوں پر ہوتا ہے جن کو گھروں میں زندہ جلانے کی کوشش کی گئی اور قُعُود کا لفظ بتاتا ہے کہ لوگ بیٹھے تماشا دیکھتے رہے اور ظالموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ پس یہ عظیم الشان پیشگوئی اس رنگ میں کئی بار پوری ہو چکی ہے کہ پولیس کی نگرانی میں بلوائیوں نے معصوم احمدیوں کو زندہ جلانے کی کوشش کی اور کئی بار کامیاب بھی ہوگئے اور بعض اوقات ناکام بھی ہوئے۔ حالانکہ ان کا اس کے سوا کوئی جرم نہیں تھا کہ وہ آنے والے پر ایمان لے آئے۔ یہ ایسے سچے متبعین ہیں جو اپنی قربانیوں کے ذریعے آنے والے موعود کی صداقت پر گواہ بن گئے ہیں۔

اور پھر یہ ہے کہ ایسی حرکتیں کرنے والوں کو کوئی ذرا سا بھی احساس، شرم، حیا کچھ نہیں بلکہ یہ حرکتیں کرنے کے بعد بڑے فخر سے بیان کی جاتی ہیں کہ ہم نے احمدیوں کے ساتھ یہ سلوک کیا، یہ سلوک کیا۔ اور یہ باتیں ایسی نہیں کہ جو پہلے ہوا کرتی تھیں اور آج نہیں ہو رہیں۔ یا احمدیت کے ابتدائی دور میں ہو رہی تھیں۔ آج بھی یہ خبریں متواتر آتی رہتی ہیں اور عمل اسی طرح جاری ہے۔ اور یہ ظلم کی داستانیں آج بھی اسی طرح رقم ہو رہی ہیں۔ پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ بعض جگہوں پر جو سلوک ہوتا ہے اس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جب پوچھو کہ قصور کیا ہے تو کوئی جواب نہیں۔ اب لوگ اپنی مسجد میں بیٹھے اپنے امام کی تقریر سن رہے ہیں یہی ان کا بہت بڑا قصور ہے کیونکہ ہمارے جذبات مشتعل ہوتے ہیں۔ اور ظلم کی یہ انتہا کہ یہ سب کچھ خدا کے نام پہ ہو رہا ہے۔ اب ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں اگر ان کو ذرا بھی خوف خدا ہو

سیٹلائٹ

کہ ’’خدا کا نام نہ لو ظالمو خدا کے لئے‘‘۔لیکن خدا کا واسطہ تو وہاں دیا جاتا ہے جہاں خدا کا خوف ہو۔اس لئے ہماری اپنے رب کے آگے یہی التجا ہے کہ ؎

خداوندا بندہ خدا بن گیا ہے　　یہی تیری قدرت دکھانے کے دن ہیں

اب آنحضرت ﷺ نے آخری زمانہ میں پیش آنے والے مختلف حالات وواقعات کی خبریں بھی بیان فرمائیں جو آپ کے صحابہ کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہیں۔ان میں سے چند روایات نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں جو بڑی شان کے ساتھ ہم نے پوری ہوتے دیکھیں اور دیکھ رہے ہیں۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔(مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث صفحہ ۳۸)۔اور یہی کچھ آج کل ہم دیکھ رہے ہیں۔

پھر فرمایا۔حضرت حذیفہؓ بن یمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اسلام اس طرح مدھم ہو جائے گا جس طرح کپڑے پر بنے ہوئے نقوش مدھم ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ روزے کیا ہیں؟ نماز کیا ہے؟ قربانی کیا ہے؟ اور صدقہ کیا ہے؟۔اور کتاب اللہ پر ایک ایسی رات آئے گی کہ اس کی ایک آیت بھی زمین پر نہ رہے گی۔اور زمین پر لوگوں کے طبقات رہ جائیں گے ۔ایک بوڑھا شخص اور ایک بوڑھی عورت کہے گی ہم نے تو اپنے آباء واجداد کو کلمہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** پر پایا اس لئے ہم بھی یہ کلمہ پڑھتے ہیں۔(ابن ماجہ کتاب الفتن ۔باب ذھاب القراٰن والعلم)یعنی کہ عمل کوئی نہیں رہے گا۔ظاہری طور پر عمل تو کریں گے لیکن اس کی روح قائم نہیں رہے گی۔

پھر امت مسلمہ کے یہود ونصاریٰ کی اتباع کرنے کی خبر۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! تم ضرور بضرور اپنے سے پہلے لوگوں کی عادات کی پیروی کروگے۔اس طرح جیسے بالشت بالشت کے برابر اور بازو بازو کے برابر ہوتا ہے۔یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی ضرور اس میں داخل ہوگے۔ہم نے عرض کیا۔اے اللہ کے رسول! پہلے لوگوں سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تو اور کون؟

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء ، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل)

ایک روایت ہے کہ حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل ۷۱ فرقوں میں بٹ گئے تھے ان میں سے ۷۰ فرقے ہلاک ہوگئے اور ایک فرقہ بچایا گیا۔اور عنقریب میری امت ۷۲ فرقوں میں بٹ جائے گی۔پھر اس کے ۷۱ فرقے تو ہلاک ہو جائیں گے اور ایک فرقہ کہ نجات دی جائے گی۔صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ وہ فرقہ کون سا ہوگا۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ فرقہ جماعت ہوگا، جماعت ہوگا۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بعض واقعات کی خبر دی ان میں سے کچھ پیش ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جب قادیان کی زندگی احمدیوں کے لئے اس قدر تکلیف دہ تھی کہ مسجد میں خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے آنے سے روکا جاتا، راستہ میں کیلے گاڑ دئے جاتے تا کہ گزرنے والے گریں۔اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ یہ علاقہ اس قدر آباد ہوگا کہ دریائے بیاس تک آبادی پہنچ جائے گی۔

۱۸۸۸ء کا ایک الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس میں حضرت مصلح موعود کی ولادت کی خبر دی ہے۔فرماتے ہیں: میرا پہلا لڑکا زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے۔ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور مَیں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا پایا کہ ’’محمود‘‘۔تب مَیں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔(تریاق القلوب ۔روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۴۔ تذکرہ صفحہ ۱۶۴۔۱۶۵ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر اس کی مزید تفصیل یوں ہے کہ قادیان کے آریوں نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک نشان طلب کیا تو آپ کو جنوری ۱۸۸۶ء میں حصول نشان کے لئے خلوت گزیں ہوکر دعائیں کرنے پر بایں الفاظ الہام ہوا: ’’تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی‘‘۔

اس الہام کی اتباع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہوشیار پور کا سفر اختیار کیا اور وہاں چلّہ کرنا شروع کر دیا۔وہاں چلّہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک عظیم الشان فرزند کی بشارت دی جس کا اظہار آپ نے ۲۰؍جنوری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے ذریعہ کیا۔اس پیشگوئی میں آپ کو جس موعود بیٹے کی ولادت کی خبر دی گئی اس کے بارہ میں آپ نے مزید انکشافات ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء کو الٰہی خبر پانے کے بعد کئے۔فرمایا: ’’ایک لڑکا بہت قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب حمل میں۔لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا‘‘۔

(اشتہار ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول)

چنانچہ بشیر اوّل الٰہی خبر کے مطابق کہ ’’ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے‘‘۔ ۷؍اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے اس الہام کے تحت۔اور ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی میں مذکور ’’خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے‘‘ کی آسمانی خبر کو پورا کیا اور جلد ہی ۱۸۸۸ء میں وفات پا گئے۔اس پر مخالفین نے بڑا شور مچایا مگر وہ موعود جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ ’’یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا‘‘۔اس الٰہی خبر کے مطابق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے اور الٰہی بشارتوں کے مطابق پروان چڑھتے رہے۔پھر اللہ تعالیٰ نے ۵،۶؍جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب ایک عظیم رؤیا کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ پر یہ انکشاف کیا کہ آپ ہی وہ موعود ہیں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا تھا۔آپ کا دور خلافت، آپ کا علم قرآن، آپ کی خدمت دین، آپ کی خدمت انسانیت اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ آپ ہی وہ موعود ہیں‘‘۔

پھر مضمون بالا رہنے کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر دی گئی تھی۔اس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں بیان کرتا ہوں کہ:

’’ایک دفعہ ایک ہندو صاحب قادیان میں میرے پاس آئے جن کا نام یاد نہیں رہا۔اور کہا کہ مَیں ایک مذہبی جلسہ کرنا چاہتا ہوں۔آپ بھی اپنے مذہب کی خوبیوں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں تا اس جلسہ میں پڑھا جائے۔مَیں نے عذر کیا پر اس نے بہت اصرار سے کہا کہ آپ ضرور لکھیں۔چونکہ مَیں جانتا ہوں کہ مَیں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ بھی نہیں کرسکتا بلکہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔مَیں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اس کے دکھانے کے کچھ دیکھ نہیں سکتا اس لئے مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القا کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے۔مَیں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے۔میں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اس وقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ مَیں نے اس مضمون کا کوئی مسوّدہ نہیں لکھا۔جو کچھ لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا اور ایسی تیزی اور جلدی سے مَیں لکھتا جاتا کہ نقل کرنے والے کے لئے مشکل ہوگیا کہ اس قدر جلدی اس کی نقل لکھے۔جب مَیں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ مضمون بالا رہا۔

فرماتے ہیں: خلاصہ کلام یہ کہ جب وہ مضمون اس مجمع میں پڑھا گیا تو اس کے پڑھنے کے وقت سامعین کے لئے ایک عالمِ وجد تھا۔اور ہر ایک طرف سے تحسین کی آواز تھی۔ یہاں تک کہ ایک ہندو صاحب جو صدر نشین اس مجمع کے تھے ان کے منہ سے بھی بے اختیار نکل گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین سے بالا رہا۔اور سول اینڈ ملٹری گزٹ جو لاہور سے انگریزی میں ایک اخبار نکلتا ہے اس نے بھی شہادت کے طور پر شائع کیا کہ یہ مضمون بالا رہا۔اور شاید بیس کے قریب ایسے اردو اخبار بھی ہوں گے جنہوں نے یہ شہادت دی‘‘۔(حقیقۃ الوحی ۔روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۱۔۲۹۲)

پھر پنجاب آبزور ایک انگریزی کا اخبار ہے اس کی بھی گواہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ بباعث مرض ذیابیطس جو قریباً بیس سال سے مجھے دامنگیر ہے آنکھوں کی بصارت کی نسبت بہت اندیشہ ہوا کیونکہ ایسے امراض میں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نزول الماء کا سخت خطرہ ہوتا ہے ۔تب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے اپنی اس وحی سے تسلی اور اطمینان اور سکینت بخشی اور وہ وحی یہ ہے ’’نَزَلَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰی ثَلٰثٍ اَلْعَيْنُ وَعَلَى الْاُخْرَيَيْنِ ‘‘ ،یعنی تین اعضاء پر رحمت نازل کی گئی ۔ایک آنکھیں اور دو اور عضو اور ان کی تصریح نہیں کی اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ پندرہ بیس برس کی عمر میں میری بینائی تھی ایسی ہی اس عمر میں بھی کہ قریباً ستّر برس تک پہنچ گئی ہے وہی بینائی ہے۔ سو یہ وہی رحمت ہے جس کا وعدہ خدا تعالیٰ کی وحی میں دیا گیا تھا‘‘۔(حقیقة الوحی ، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۱۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ آج رات کے دو بجے الہام ہوا تھا‘‘۔ (یہ ۱۷/اگست ۱۹۰۷ء کی بات ہے) ’’اِنَّ خَبَرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاقِعٌ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پیشگوئی واقع ہونے والی ہے۔ دو تین ماہ میں کوئی نہ کوئی نشان ظہور میں آ جاتا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے خاتمہ کے دن قریب ہیں کیونکہ لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں نئے نئے نشانات ظہور میں آئیں گے اور جیسے تسبیح کا دھاگہ توڑ دیا جاوے تو دانے پردانہ گرتا ہے ویسے ہی نشان پر نشان ظاہر ہوگا۔ یہ عجیب بات ہے کہ کوئی سال اب خالی نہیں جاتا ،دو چار مہینہ میں کوئی نہ کوئی نشان ضرور واقع ہو جاتا ہے ۔تمام نبیوں نے اس بات کو مان لیا ہے کہ جس زور سے آخری زمانہ میں نشانات کا نزول ہوگا اس سے پہلے ویسا کبھی نہیں ہوا ہوگا۔(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۵۶۔۲۵۷ جدید ایڈیشن)۔

اب آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک انتباہ پڑھتا ہوں۔حضور فرماتے ہیں:

’’کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ......امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا......اے یوروپ تُو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے وہ چپ رہا۔مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے کہ وہ وقت دور نہیں‘‘۔

(حقیقہ الوحی۔ روحانی خزائن جلد نمبر۲۲ صفحہ ۲۶۹)

دنیائے طب

(ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی ۔لندن)

انسانی بیضہ (انڈے) کی فروخت

کچھ عرصہ ہوا میری ایک مریضہ میرے پاس اپنی کسی بیماری کے لئے مشورہ لینے آئی۔ باتوں باتوں میں اس نے ذکر کیا کہ چند دنوں میں وہ ہسپتال میں داخل ہونے والی ہے لیکن صرف چند گھنٹوں کے لئے۔ مزید استفسار پر معلوم ہوا کہ کچھ عرصہ پہلے اس نے ایک اشتہار کا جواب دیا تھا جو ایک کلینک کی طرف سے تھا۔ یہ کلینک ایسی عورتوں کی تلاش میں تھا جو ۳۰ سال سے کم عمر کی ہوں اور بے اولاد عورتوں کو اولاد دلانے کے لئے اپنے انڈے (Ovum) فروخت کرنے کے لئے رضامند ہوں۔ اس نے حامی بھر لی اور اُس جوڑے سے بھی ملی جو اس کا بیضہ خریدنا چاہتے تھے۔ مَیں نے استفسار کیا کہ کیا تمہیں منظور ہے کہ تم سے نسل کسی اور کے پیٹ میں پلے اور قانوناً بھی وہ تمہاری نہ کہلائے جبکہ ہو وہ تمہاری ۔ اور جب بچہ پیدا ہوا تو تمہیں اسے دیکھ کر کیسا لگے گا کہ یہ تو میری اولاد ہے جو کسی نے مجھے کچھ رقم دے کر مجھ سے خرید لی تھی۔اب اسی بچہ کو وہ ماں باپ ماریں یا خوش رکھیں تمہیں اس پر کوئی اختیار نہ ہوگا۔ہنس کر کہنے لگی کہ یہ سب باتیں مجھ سے کلینک والوں نے کر لی ہیں اور مَیں سب سمجھ کر یہ سودا کر رہی ہوں۔ اس کا اصل مقصد اقتصادی ہے کیونکہ یہ خاندان آج کل قرضوں میں دبا ہوا ہے۔اپنا انڈا فروخت کرنے کے اسے چند ہزار پاؤنڈ ملیں گے۔ مشرقی ممالک میں بچوں سے مزدوری لینے اور بعض مفلوک الحال لوگوں کا پیسے لے کر اپنے بچوں کو فروخت کرنے پر مغرب میں بہت شور اٹھتا ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ بھی بچوں کو فروخت کرنے کی ایک قسم نہیں جسے قانونی حفاظت دی جارہی ہے۔ایک صاف ستھرے کلینک میں اور اچھے بنے ٹھنے وکیلوں کی موجودگی میں یہ کاروبار طے پاتا ہے تو اسے قبولیت کا جامہ پہنا دیا جاتا ہے اور کوئی اس کے خلاف آواز بلند نہیں کرتا۔

......☆......☆......

دل کا حملہ اور دماغ کا حملہ

گزشتہ دنوں مجھے لندن کے قریب ایک شہر برائیٹن میں ایک کانفرنس میں جانے کا موقع ملا جو فالج اور اس کے اثرات پر تھی۔ برطانیہ کے طول وعرض سے آئے ہوئے ماہرین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ایک بات واضح کی جارہی تھی کہ فالج کو بھی ہارٹ اٹیک کے برابر ہی سمجھنا چاہئے ۔جس طرح دل کے حملہ کے بعد پہلے ہی گھنٹہ میں علاج سے مریض کے بچنے کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں اسی طرح دماغ کے حملہ یعنی فالج کے نمودار ہونے کے بعد تحقیق سے ایک میعاد معلوم ہوئی ہے جو تین گھنٹہ ہے۔ اس عرصہ میں اگر بروقت علاج شروع ہو سکے تو مریض کے بچنے اور نقصان سے محفوظ رہنے کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں۔ علاج میں اسپرین کا استعمال کرنا اور دماغ میں رکاوٹ کو ادویات کے ذریعہ تحلیل کرنا شامل ہے جسے Thrombolysis کہتے ہیں۔لیکن دل کے برعکس یہ علاج ہر مریض کے لئے نہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ پہلے دماغ کا ’سی ٹی سکین‘ ہو، تا معلوم ہو کہ خون کی رگ بند ہوئی ہے یا پھٹی ہے۔اگر پھٹی ہے تو اُسے Haemorrage کہتے ہیں ۔تب صرف اسپرین ہی فائدہ دے گی اور Thrombolysis بہت مُضِر ہوگا۔

جس طرح آئندہ دل کے حملہ کو روکنے کے لئے کچھ ادویات فائدہ دیتی ہیں مثلاً Statins اور اسپرین، اسی طرح دماغ کے حملہ میں بھی واقعہ ہوتا ہے لیکن سب سے بڑا فائدہ (آئندہ فالج کو روکنے کے لئے) شہ رگوں کو آپریشن کے ذریعہ صاف کرنا ہے۔ ایسا کرنے سے آئندہ فالج کے امکانات ۸۰ فیصد کم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بلڈ پریشر کو کم کرنا بھی مفید ہے۔

......☆......☆......

کمر درد اور بٹوہ میں رقم

حال ہی میں یہ خبر طبّی رسالوں میں آئی ہے کہ جو مرد اپنی پتلون کی پچھلی جیب میں بٹوہ رکھتے ہیں انہیں کمر درد کا امکان زیادہ ہے۔ اس میں حقیقت ہے ۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پتلون کی پچھلی جیب اس مقام پر واقع ہے جہاں پر ریڑھ کی ہڈی سے ٹانگوں کو جانے والی بڑی نس نکلتی ہے۔ یہ نس ریڑھ کی ہڈی سے نکل کر کولہے کے اندر داخل ہوتی ہے ، پھر کولہے سے باہر ٹھیک اس جگہ نکلتی ہے جہاں پچھلی جیب ہوتی ہے۔اس جیب میں اگر بٹوہ ہو تو بیٹھتے وقت بٹوے کا دباؤ اس نس پر پڑتا ہے اور اس طرح بار بار دباؤ سے اس نس میں درد شروع ہو جاتی ہے جو ساری ٹانگ میں محسوس ہوتی ہے ۔لیکن کمر درد کی وجہ یہ ہے کہ بٹوہ کی وجہ سے بیٹھتے وقت کولہے کا توازن برابر نہیں رہتا۔ بالکل ویسے ہی جب کھڑے ہوئے آدمی کے ایک پاؤں تلے اینٹ رکھ دی جائے تو وہ ٹیڑھا ہو جائے گا اور کمر کو دوسری جانب ٹیڑھا کر کے وہ توازن برقرار رکھتا ہے۔ چنانچہ بٹوہ جتنا نوٹوں سے بھرا ہوگا اتنا ہی موٹا اور کولہا بیٹھتے وقت اتنا ہی غیر متوازن ہوگا۔اِس غیر متوازن کیفیت کو درست کرنے کے لئے کمر کو ٹیڑھا ہونا پڑتا ہے۔ بار بار یا لمبے عرصہ تک ایسا کرنے سے کمر کے عضلات تھک جاتے ہیں اور اس طرح کمر درد شروع ہو جاتی ہے۔ یہ مسئلہ شلوار قمیص پہننے والوں کو درپیش نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ لباس ایک تو کھلا کھلا ہوتا ہے اور دوسرا شلوار میں عموماً پچھلی طرف جیبیں نہیں ہوتیں۔

مغرب میں دعاؤں کی تاثیر پر عوام کی رائے کیا ہے؟

مغرب میں تجسّس پایا جاتا ہے کہ کسی طرح پتہ چلے کہ دعاؤں میں واقعی کوئی اثر ہوتا ہے یا نہیں؟ اور کیا واقعی کوئی ایسی بالا ہستی ہے جو دعاؤں کو سنتی اور قبول کرتی ہے۔ اس غرض کے لئے حال ہی میں امریکہ اور آسٹریلیا میں متعدد سروے ہوئے ہیں جن کے نتائج اخباروں میں چھپے ہیں۔ امریکہ میں گیلپ پول (Gallup poll) کے سروے سے پتہ چلا ہے کہ نوے فیصد امریکی دعا کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ خدا ہماری دعاؤں کو کسی نہ کسی شکل میں ضرور قبول کرتا ہے۔ ۳۰ فیصد امریکیوں نے بتایا کہ ان کی بیماری میں اپنی اور دوسروں کی دعاؤں کی وجہ سے غیر معمولی رنگ میں صحت حاصل ہوئی ہے۔اس کے بالمقابل آسٹریلیا میں دعا کرنے والوں اور اس پر یقین رکھنے والوں کی تعداد تھوڑی ہے۔ ۵۴ فیصد آسٹریلوی باشندوں نے کہا کہ وہ باقاعدہ دعا کرتے ہیں جبکہ ۲۹ء۷ فیصد نے کہا کہ انہوں نے کبھی دعا نہیں کی ۔اسی طرح کئی ہسپتال والوں نے مریضوں پر دعا کا اثر معلوم کرنے کے لئے کئی سروے کئے ہیں ۔سان فرانسسکو کے جنرل ہسپتال میری لینڈ آسٹریلیا کے ہسپتال اور ایڈز کے مریضوں پر دعا کو مفید پایا گیا لیکن میو کلینک آسٹریلیا کے ۷۵۰ مریضوں پر دعا کا کوئی اثر نظر نہیں آیا۔ بہر حال جو نتیجہ انہوں نے نکالا ہے وہ یہ ہے کہ فرماں روائی تو عقلیت پسندی کی ہے لیکن دعائیں بھی ایک ضرورت پوری کرتی ہیں (Rationaliyy Reigns, But Prayers can Still Serve a need)

حقیقت یہ ہے کہ خدا کی ہستی پر قبولیت دعا سے بڑھ کر اور کوئی دلیل نہیں جو انسان کو مطمئن کر سکے۔ مذہب کی جان اور روح دعا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کے موضوع پر نہایت عارفانہ انداز میں اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر روشنی ڈالی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں: ’’میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلّاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اُس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیت دعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھنچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے ۔ ہاں آجکل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ میں قبولیت دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں‘‘۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ ۶۳۱)

پس دعا کا تعلق باریک روحانی امور کے ساتھ ہے ۔ اس کی قبولیت اور عدم قبولیت روحانی قوانین کے تابع ہے۔اُسی طرح جیسے دوا کے اثر کرنے کے لئے بھی کچھ قوانین ہیں ۔لہٰذا گیلپ وغیرہ کے فلسفیانہ سروے کی بنیاد پر دعا کی تاثیر کا فیصلہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے کوئی ایسا شخص جس نے زندگی میں خود کوئی پھل نہ چکھا ہو لوگوں سے پوچھ پچھ کر کے مختلف پھلوں کے مزوں کو بیان کرنے کی کوشش کرے۔

(مرسلہ :خالد سیف اللہ ۔ آسٹریلیا)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے موقع پر انگلستان میں مختلف انتظامات کی مختصر روداد

(افراد جماعت کے غیر معمولی نظم وضبط ،صبر ورضا ، ایثاراور وفا اور الٰہی نصرت و تائید کے روح پرور نظارے)

(رفیق احمد حیات۔ امیر جماعت احمدیہ برطانیہ)

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مورخہ 19 اپریل بروز ہفتہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے ۔اِنّاللّٰہ وَاِنّا الیہِ راجعون۔ حضوراقدس کی وفات کی خبر نے دنیا کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے بیس کروڑ فرزندان اسلام کو اشکبار کر دیا۔ ایسے موقع پر جب کہ ہراحمدی رنج وغم کے عجیب تجربہ سے گزر رہا تھایقیناً سب کا دل چاہتا ہوگا کہ اگر ان کا بس چلےتواڑکرلندن پہنچ جائیں اوراپنے پیارے آقا کے آخری دیدار کی سعادت پائیں مگر فاصلوں اور قانونی بندشوں نے ان کے پاؤں کو جکڑے رکھا اور لاکھوں کروڑوں جو آنا چاہتے تھے آ نہ پائے شاید فرزندان اسلام احمدیت کے ان بیتاب و بے قرار پروانوں کی بے بسی اورمجبوری کی حالت کے پیش نظر ہی اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کوایم ٹی اے کی نعمت عطا فرما رکھی تھی۔ جس نے تمام دوریوں کو مٹا دیااور جس کے ذریعے دنیا بھرمیں عشاقِ خلافت اپنے پیارے آقا کے چہرہ مبارک کے دیدار کی اسی طرح سعادت حاصل کرتے رہے جس طرح ان کے بھائی لندن میں کر رہے تھے۔

اس کے باوجود کہ ایم ٹی اے نے جماعت احمدیہ عالمگیر کولحہ بہ لحہ ہونے والے واقعات سے باخبر رکھا پھر بھی بہت سی باتیں ایسی تھیں جن کے متعلق جاننے کا جماعت میں اشتیاق پایا جاتا ہے۔ چنانچہ امیر جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب سے ایک انٹرویو ذیل میں ہدیہ ٔ قارئین ہے جس میں انہوں نے ۱۹؍اپریل ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ صبح ساڑھے نو بجے سے لے کر ۲۳؍اپریل بروز بدھ کی شام تک رونما ہونے والے حالات و واقعات کی قدرے تفصیل بیان فرمائی ہے)۔

(انٹرویو پینل: محمود افضل بٹ+محمود احمد ملک)

......☆......☆......☆......

محترم امیر صاحب نے بتایا کہ ہفتہ کے دن صبح ساڑھے نو کے لگ بھگ اُنہیں صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب کا فون آیا۔ السلام علیکم کہنے کے بعد انہوں نے جلد از جلد مسجد پہنچنے کے لئے کہا۔ اُن کی آواز میں گھبراہٹ نمایاں تھی جس کی وجہ سے مَیں انتہائی پریشان ہوگیا۔ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا ہوا ہے۔ بہر حال مسجد کی طرف روانہ ہوگیا۔ گھر سے مسجد پہنچتے پہنچتے دل میں کئی قسم کے خیالات آتے رہے مثلاً یہ کہ کہیں حضور کی طبیعت اچانک خراب نہ ہوگئی ہو۔ اگر ایسا ہوتو کسے بلانا ہے، کیا کرنا ہے، کہاں جانا ہے وغیرہ وغیرہ۔ پھر مجھے خیال آیا کہ کل حضور نے خود جمعہ کی نماز پڑھائی تھی اور حسب معمول مجلس عرفان میں بھی جلوہ افروز ہوکر افرادِ جماعت کے سوالوں کے جوابات دیتے رہے تھے۔ اس لئے کچھ نہیں ہوگا، کوئی اور اہم بات ہوگی۔ پانچ منٹ کے اندر میں مسجد پہنچ گیا جہاں چندلمحوں کے اندر میں اوپر والے حصہ میں قائم لائبریری میں صاحبزادہ صاحب سے ملنے گیا۔ کمرہ میں داخل ہوتے ہی صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب نے مجھے حضور کے انتقال کی خبر دی مگر چونکہ کان ایسی خبر سننے کے لئے تیار نہیں تھے اس لئے سمجھ نہ سکا۔ جس کے بعد ہم حضور انور کے بیڈ روم میں چلے آئے جہاں ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب موجود تھے۔ چندلمحوں کے لئے ماحول پر سناٹا چھا گیا۔ ہوش وحواس قائم نہ رہے۔ کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کے یہ سب کیسے ہوا اور اب کیا ہوگا۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سر جھکاتے ہوئے ہوش وحواس کو سنبھالا اور اُن ذمہ داریوں کی طرف توجہ مبذول کی جو اس اندوہناک حادثے کے نتیجہ میں کندھوں پر آپڑی تھیں۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ سب سے پہلے ربوہ فون کر کے مکرم ومحترم ناظراعلیٰ اورامیر مقامی صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو حضور کی وفات کی خبر دی گئی اور انتظامی امور کے حوالہ سے ہدایات لی گئیں۔ اسی اثناء میں ڈاکٹر مجیب الحق صاحب (GP) بھی آگئے اوراس دوران مکرم منیر احمد جاوید صاحب اور مکرم بشیر احمد صاحب بھی وہاں پہنچ گئے نیز مکرم عطاء المجیب راشد صاحب اور مکرم سید احمد یحییٰ صاحب بھی انتظامی امور میں معاونت کیلئے پہنچ گئے۔ ضمناً یہ بیان کردینا بھی مناسب ہوگا کہ مکرم مرزا لقمان احمد صاحب نے بتایا کہ حضورانور نے نماز فجر اپنے وقت پر گھر میں ادا کی جس کے بعد کافی بلند آواز میں قراءت کے ساتھ معمول سے زیادہ لمبی تلاوت قرآن کریم کرتے رہے۔

کیونکہ ہفتہ کا دن تھا اور تمام سرکاری دفاتر بارہ بجے ہی بند ہو جانے تھے، اتوار مکمل چھٹی کا دن تھا اور پھر سوموار کو بھی بینک ہالیڈے (Bank Holiday) تھا، اس لئے ہم چاہتے تھے کہ کونسل آفیسرز سے متعلقہ امور ہر حالت میں آج ہی نپٹا لئے جائیں ۔چنانچہ ڈاکٹر مجیب الحق صاحب وفات کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے لئے سرجری چلے گئے اور وہاں سے فارغ ہونے کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب کے ہمراہ کونسل کے دفاتر چلے گئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ دفاتر بند ہوجانے سے محض چند منٹ پہلے متعلقہ شعبہ میں وفات کا اندراج عمل میں آگیا۔

دوسرا مرحلہ دنیا بھر سے برطانیہ آنے والے مجلس انتخاب خلافت کے ممبران کے ویزوں کا حصول تھا جو ہفتہ ،اتوار اور سوموار کی چھٹیاں ہونے کے باعث ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ انہوں نے فوراً ممبر آف پارلیمنٹ جناب ٹونی کولمین سے فون پر رابطہ کیا، انہیں حضور کی وفات کی خبر دی اور ویزوں کے اجراء کی راہ میں حائل مشکلات کا ذکر کر کے مدد کی درخواست کی۔ باوجود اس کے کہ ٹونی کولمین لانگ ویک اینڈ کی وجہ سے لندن سے باہر کہیں جارہے تھے وہ اپنے سارے پروگرام ختم کر کے واپس آئے، اپنے دفتر کے عملہ کو بلایا اور دفتر خارجہ سے ہنگامی رابطہ کر کے مجاز افسران کے ساتھ متعلقہ امور کے حوالہ سے تفصیلات کو طے کیا اور یوں فارن آفس نے فوری طور پر تمام سفارت خانوں کو ہدایات روانہ کر دیں کہ چھٹیوں کے باوجود جماعت احمدیہ کے معزز راہنماؤں کے لئے ویزوں کا فوری اجراء ممکن بنایا جائے تاکہ وہ بروقت برطانیہ پہنچ کر اپنی مذہبی ذمہ داریوں کو پورا کر سکیں چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان تھا کہ جرمنی ،جاپان، افریقہ ، ہندوستان اور پاکستان، غرضیکہ کسی بھی جگہ کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ اگرچہ دنیا بھر میں قائم برطانوی سفارتخانے ایسٹر کی تعطیلات کی وجہ سے بند تھے اور ہنگامی امور طے کرنے کے لئے محدود سٹاف ہی دستیاب تھا۔

ان اہم امور کو نپٹانے کے باوجود ابھی تک جماعت کو وفات کی اطلاع نہیں دی جاسکتی تھی اور یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک ربوہ سے محترم ناظر اعلیٰ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کی ہدایت نہ پہنچے۔ یہ ہفتہ کا روز تھا اس لئے حضورؒ کی Saturday Class میں شامل ہونے والے بچے نیچے محمود ہال میں جمع ہورہے تھے جن کو بتایا گیا کہ آج کی کلاس ملتوی ہوگئی ہے۔ دن کے تقریباً ایک بجے مکرم ناظر اعلیٰ صاحب کا جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کے نام پیغام موصول ہوا جو اُسی وقت پرائیویٹ سیکرٹری مکرم منیر احمد جاوید صاحب نے ایم ٹی اے پر پڑھا اور یوں ساری دنیا کی جماعتوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے انتقال کی باقاعدہ اطلاع دی گئی۔

وفات کی اطلاع نشر ہوجانے کے بعد دنیا بھر سے اور خود برطانیہ کے ہر شہر اور قصبہ سے افراد جماعت کا مسجد فضل لندن کی طرف سفر اختیار کرنا قدرتی بات تھی اور امیر صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیں اس بات کا احساس تھا کہ آنے والوں میں سے ہر ایک کی اوّلین خواہش یہی ہوگی کہ وہ اپنے پیارے آقا کے چہرہ مبارک کا دیدار کرسکیں لہٰذا ناظر اعلیٰ صاحب کی ہدایت کے مطابق مندرجہ ذیل احباب کرام نے ہفتہ کی شام کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے جسدِ اطہر کو غسل دینے کی سعادت پائی:۔

مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن، مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب، مکرم کریم احمد اسد خان صاحب، مکرم ملک سلطان محمد خان صاحب، مکرم ڈاکٹر بریگیڈئر مسعود الحسن نوری صاحب، مکرم بشیر احمد صاحب۔

غسل کے بعد حضورؒ کے جسد اطہر کو تابوت میں رکھ دیا گیا اور برف اور ایئرکنڈیشنرز کے ذریعہ کمرہ کو مطلوبہ درجہ حرارت مہیا کیا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے مہمانوں کی رہائش و خوراک، ٹرانسپورٹ، لنگرخانہ، نیز حفاظت کی ذمہ داریاں اور اسی طرح کے دوسرے اہم انتظامات کے متعلق بتایا کہ مہمانوں کی آمد سے پہلے ان تمام انتظامات کا مکمل ہونا ضروری تھا لہٰذا جماعت احمدیہ برطانیہ کی مجلس عاملہ کے سینئر اراکین، ذیلی تنظیموں کے صدر اور نائب صدر کی ہنگامی میٹنگ طلب کی گئی جس میں ایک انتظامی ڈھانچہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مکرم سید احمد یحییٰ صاحب کی ذمہ داری تھی کہ وہ میری ہدایات کے مطابق انتظامی معاملات کی تعمیل کروائیں۔

اس موقع پر جو ذمہ داریاں مختلف افراد کو سپرد کی گئی تھیں اُن کی تفصیل یوں ہے۔ شعبہ استقبال: عبداللطیف خان صاحب، ٹرانسپورٹ: رفیع بھٹی صاحب، رفیق جاوید صاحب اور ظہیر احمد جتوئی صاحب (نگران چودھری ناصر احمد صاحب)۔ ضیافت: مظفر کھوکھر صاحب، رفیع شاہ صاحب اور جلال الدین اکبر صاحب۔ رہائش: مسرور احمد صاحب، مظفر احمد صاحب اور ارشد احمدی صاحب (نگران: ناصر خان صاحب)۔ تکفین و تدفین کے انتظامات: اکرم احمدی صاحب۔ اسلام آباد میں قبر کی کھدائی، احاطہ کی تیاری: ناصر خان صاحب، انجم عثمان صاحب۔ دفتر معلومات: ناصر خان صاحب۔ مہمان نوازی بیت الفتوح: بشیر اختر صاحب، رانا مشہود احمد صاحب۔ مہمان نوازی مسجد فضل: لئیق حیات صاحب۔ مہمان نوازی کرائیڈن مشن: حنیف احمد صاحب۔ صفائی: شمیم خان صاحب۔ سیکورٹی، خدمت خلق اور وقارعمل: مرزا فخر احمد صاحب (صدر خدام الاحمدیہ)۔ امیگریشن و ہوم آفس: منصور شاہ صاحب۔ رابطہ پریس: احمد سلام صاحب، ظہیر حیات صاحب۔ رابطہ ممبران پارلیمنٹ و لوکل گورنمنٹ و دیگر مقامی آبادی: سلیم احمد ملک صاحب، منیر دین صاحب، منیر الدین شمس صاحب، رجب علی صاحب۔ لاؤڈ سپیکر مسجد فضل لندن: صفدر علی میاں صاحب، فضل عمر ڈوگر صاحب۔ وڈیو ریکارڈنگ: سفیر بھٹی صاحب۔ آڈیو ریکارڈنگ: شیخ بشارت احمد صاحب (نگرانی: صفدر علی میاں صاحب)۔ دفتر: نثار احمد بٹ صاحب، چودھری مبارک احمد صاحب، مبشر احمد گوندل صاحب، انیس احمد صاحب، سلمان محمود صاحب۔ اسلام آباد میں مارکیاں: شیخ باسط احمد صاحب (نگرانی چودھری ناصر احمد صاحب)، تیاری

TOWNHEAD PHARMACY
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS
☆......☆......☆
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

جنازہ گاہ وسیکورٹی احاطۂ خاص اسلام آباد: مرزا رشید احمد صاحب۔ ضیافت و پکوائی اسلام آباد: جماعت احمدیہ جرمنی کے کارکنان (نگران: چودھری وسیم احمد صاحب)۔ جنازہ کے قافلہ کے انتظامات: سید احمد یحییٰ صاحب۔ گیسٹ ہاؤسز: عبدالخالق تعلقدار صاحب، فلاح الدین صاحب۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ یو کے نے زیارت کے لئے آنے والی خواتین، ضیافت اور گھروں میں مہمانوں کے ٹھہرانے کے انتظامات کئے۔ حضور انور کی حفاظت خاص کی ٹیم میجر محمود احمد صاحب اور پاکستان سے آئے ہوئے کیپٹن عبدالماجد صاحب نے بہت جانفشانی سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کیا۔ اسی طرح خدمت کرنے والوں کے نام اَن گنت ہیں اور ممکن نہیں کہ ان سب کا ذکر کیا جاسکے۔ MTA انٹرنیشنل کے چیئرمین نصیر شاہ صاحب اور اُن کی ٹیم، مجلس انتخاب خلافت کے سیکرٹری عطاء المجیب راشد صاحب اور ان کی ٹیم، نیز تمام مرکزی دفاتر دن رات کھلے رہے اور ہنگامی نوعیت کے کاموں کو سرانجام دیتے رہے۔

وانڈزورتھ کونسل کے میئر اور چیف ایگزیکٹو نے فون کے ذریعہ ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کروائی اور ایک ہفتہ کے لئے مسجد کے اردگرد پورے علاقہ میں پارکنگ فری کر دی گئی۔

مہمانوں کی رہائش کے لئے بیت الفتوح، اسلام آباد اور کرائیڈن مسجد کو استعمال کرنے کا فیصلہ ہوا نیز مسجد کے قریبی علاقوں میں آباد بہت سے گھرانوں نے اپنے گھروں کو مہمانوں کے لئے پیش کر دیا جہاں سینکڑوں مہمان ٹھہرائے گئے جبکہ اسلام آباد، مسجد فضل لندن اور بیت الفتوح لندن میں مستقل لنگر کا اہتمام کیا گیا۔ مہمانوں کو ایئرپورٹس وغیرہ سے مسجد فضل لندن، مسجد بیت الفتوح مورڈن اور اسلام آباد لانے کے لئے متعدد کوچز، منی بسوں اور کاروں کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور جہاں تک حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کا تعلق ہے مہمانوں کی بڑے پیمانے پر آمد اور ٹریفک کی پیچیدگیوں نے خود ہی پولیس کو الرٹ کیا اور یوں لوکل پولیس نے فوری طور پر رابطہ کر کے جماعت کے لئے خدمات سرانجام دینا شروع کر دیں مگر جب اُنہیں تفصیل کا علم ہوا تو موقع کی نزاکت کے پیش نظر ڈویژنل ہیڈکوارٹر کے چیف سپرنٹنڈنٹ، جو لانگ ویک اینڈ کی وجہ سے اپنے عزیز واقارب کے ساتھ کسی دوسرے شہر گئے ہوئے تھے، کو اطلاع دی گئی۔ وہ اپنی تمام نجی مصروفیات ختم کر کے واپس آئے اور مکرم سید احمد یحییٰ صاحب سے ملاقات کر کے وعدہ کیا کہ پولیس جماعت کے ساتھ ہر طرح سے تعاون کرے گی۔

حضورؒ کے جسد اطہر کو قریباً دس بجے (بروز اتوار) رہائشگاہ سے نیچے محمود ہال میں لایا گیا تھا اور یہاں درجہ حرارت کو کم رکھنے کے لئے محمود ہال کو خاص طور پر خدام الاحمدیہ نے تیار کیا تھا۔ مکرم ڈاکٹر نوری صاحب مسلسل وہاں موجود رہے۔ اس کے بعد مردوں اور خواتین کو وقفہ وقفہ سے باری باری زیارت کا موقع دیا جاتا رہا اور یہ سلسلہ منگل کی صبح تک جاری رہا۔ اس خدمت کو بجالانے میں ذیلی تنظیموں نے خصوصیت سے بہت محنت سے کام کرنے کی توفیق پائی یعنی وسیم احمد چودھری صاحب صدر انصاراللہ اور آپ کے نائبین مرزا رشید احمد صاحب، رفیق احمد جاوید صاحب اور ظہیر احمد جتوئی صاحب۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرزا فخر احمد صاحب اور آپ کے نائبین نصیر دین صاحب، طارق احمد بی ٹی صاحب، مبشر مرزا صاحب، ڈاکٹر عزیز حفیظ صاحب اور فہیم انور صاحب۔ صدر لجنہ اماء اللہ قانتہ شاہدہ راشد صاحبہ اور آپ کی نائبات ودود چیمہ صاحبہ اور غزالہ ملک صاحبہ۔

مہانوں کی تعداد تیزی کے ساتھ بڑھ رہی تھی اور مسجد سے ملحقہ سڑکوں پر ٹریفک قریباً معطل ہوچکی تھی۔ مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ ہمارا اندازہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار مہمان آئیں گے اور ہمیں ڈر تھا کہ مسجد کے اردگرد کی آبادی کو بہت زیادہ مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن جب انہیں خطوط کے ذریعے حضور انور کے انتقال کی اطلاع دی گئی اور مہمانوں کے کثیر تعداد میں آنے کی وجہ سے اُن کے آرام وسکون میں جو خلل پڑ رہا تھا اس کے لئے پیشگی معافی کی درخواست کی گئی تو تمام ہمسایوں کی طرف سے بلا استثناء ایسے اعلیٰ ردِّعمل کا مظاہرہ کیا گیا جس کی پہلے کوئی مثال موجود نہیں تھی۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ مہمانوں کی رہائش کا بندوبست مختلف مقامات پر تھا مگر دن کے وقت مہمانوں کی اکثریت مسجد فضل لندن میں ہی آجاتی تھی۔ مہمانوں کے ہجوم کا یہ عالم تھا کہ کھلی سڑکیں بھی کم پڑ رہی تھیں اور کوئی ایسی جگہ میسر نہیں تھی جہاں بیٹھ کر لوگ تھوڑی دیر آرام کر سکیں یا کھانا کھا سکیں۔ اس بڑے مسئلہ کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہماری توجہ ایک سکول کے وسیع وعریض میدان کی طرف پھیر دی جو گریسن ہال روڈ (Gressen hall Rd) پر واقع جماعت کے مہمان خانوں کے عقب میں تھا اور جس کے چاروں طرف آہنی باڑ اور باقاعدہ گیٹ لگے ہوئے تھے یعنی ہماری ضرورت کے عین مطابق تھا جب اُس کے حصول کے لئے لوکل چرچ سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بلا توقف گیٹ کی چابیاں ہمارے حوالے کر دیں اور کہا کہ جب تک چاہیں اسے استعمال کر سکتے ہیں۔

اسی طرح کاروں کو پارک کرنے کا بڑا مسئلہ پیدا ہو رہا تھا۔ اور جو جگہ تھی وہ برطانیہ اور یورپ سے آنے والے ہزاروں مہمانوں کی کاروں کیلئے بالکل کافی نہیں تھی۔ اس مشکل کو اللہ تعالیٰ نے یوں حل فرما دیا کہ قریب ہی واقع وائٹ لینڈ کالج کے سربراہ نے مسجد فضل لندن میں آکر تعزیت کی اور کالج کے کار پارک پیش کر دیئے جہاں سینکڑوں کاریں کھڑی کرنے کی سہولت میسر آگئی۔

رہائش وخوراک کے انتظامات کے حوالے سے مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ ہم پندرہ سولہ ہزار مہمانوں کی آمد کی توقع کر رہے تھے۔ چنانچہ اُس تعداد کو سامنے رکھ کر اسلام آباد، بیت الفتوح اور مسجد فضل کے آس پاس انتظامات کئے گئے مگر مہمانوں کی تعداد میں لحہ بہ لحہ اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور پہلے دو دنوں میں ہی مہمانوں کی تعداد بیس ہزار سے تجاوز کر گئی تھی جو آخری روز تیس ہزار تک پہنچ گئی۔ امیر صاحب کہتے ہیں کہ اس حوالے سے جو خاص بات بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر ہم انتظامات کو دیکھیں تو پندرہ کی جگہ جب تیس ہزار مہمان آئے تو بظاہر رہائش وخوراک کا سارا نظام درہم برہم ہو جانا چاہیے تھا جب کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور آنے والے مہمانوں میں سے ہر شخص اس بات کا گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزور حالتوں پر پردہ ڈالتے ہوئے فرشتوں کی فوج سے ہماری مدد کی۔

اتوار کے روز جب ربوہ سے پہلا مرکزی وفد ''گلف ایئر'' کے ذریعہ برطانیہ پہنچا جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ بھی شامل تھے۔ آپ کے ارشاد پر اُسی روز سے ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ حضور رحمہ اللہ کے چہرہ مبارک کا دیدار کروانا شروع کر دیا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ تمام کام تسلی بخش طریقے سے ہو رہے تھے مگر دو مراحل ابھی ایسے تھے جن کو طے کرنا باقی تھا اور جو یقیناً ایک بڑے امتحان کا درجہ رکھتے تھے۔ اُن میں سے ایک تھا انتخاب خلافت اور دوسرا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے جسدِ اطہر کی تدفین جس کے متعلق تاحال کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ کہاں ہوگی۔ گو ہم نے بروک وڈ کے مقامی قبرستان کے علاوہ متبادل انتظامات بھی کر رکھے تھے نیز Weverley borough اور Surrey County Council سے رابطہ کر کے اسلام آباد میں تدفین کی اجازت طلب کی گئی تھی جو حکام نے غیر معمولی ہمدردی اور تعاون کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی اجازت دیدی۔ جبکہ آخری فیصلہ صرف خلیفہ وقت ہی کر سکتے تھے۔

انتخاب خلافت کے لئے مجلس کے ارکان کی بڑی تعداد منگل کے دن تک لندن پہنچ چکی تھی اور صبح ہی سے یہ اعلان کر دیا گیا کہ نماز مغرب وعشا کے بعد خلافت کا انتخاب ہوگا۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ مسجد فضل لندن کے بڑے گیٹ پانچ بجے بند کر دئے جائیں گے اور سوائے ذمہ دار افراد کے کوئی دوسرا فرد احاطۂ مسجد میں داخل نہیں ہوگا اور نماز مغرب وعشا کے لئے بھی مسجد میں صرف مجلس انتخاب خلافت کے ممبران ہی داخل ہوں گے۔

انتخاب کے وقت کا اعلان سنتے ہی لوگوں نے مسجد فضل کے گرد جمع ہونا شروع کر دیا اور شام پانچ بجے کے بعد تو اردگرد کی تمام سڑکیں انسانوں سے بھر گئی تھیں اور لوگ بے چینی و بے قراری سے نماز مغرب و عشاء کے وقت کا انتظار کر رہے تھے۔ ہر شخص دعاؤں میں مصروف تھا اور اللہ تعالیٰ سے التجائیں کر رہا تھا کہ جماعت کی خوف کی حالت کو جلد از جلد امن میں بدل دے۔ نماز مغرب وعشا کا وقت ہوا تو ساری سڑکیں مسجد میں بدل گئیں۔ مسجد سے ملحقہ ٹینس گراؤنڈ کی انتظامیہ کی طرف سے گراؤنڈ کے استعمال کی اجازت کے بعد گراؤنڈ میں خواتین کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ لاؤڈ سپیکر پر امام صاحب کی آواز دور دور تک صاف سنائی دے رہی تھی جنھوں نے نمازیں پڑھائیں اور مختلف ہدایات دیں۔ مجلس انتخاب کے ممبران ساڑھے نو بجے مسجد کے اندر چلے گئے تو مسجد کے دروازے بند کر دئے گئے اور ہر طرف خاموشی اور سکوت چھا گیا۔

انتظار کا دَور کٹا، پونے بارہ بجے ساؤنڈ سسٹم آن ہوا اور مجلس انتخاب خلافت کمیٹی کے سیکرٹری مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہونے اور مجلس انتخاب خلافت کے تمام ممبران کی طرف سے بیعت کرنے کی خوشخبری سنائی۔ اس کے بعد مجلس خلافت کے ممبران نے مسجد خالی کر دی اور عام بیعت کا انتظام کیا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ اسی دوران ایک عظیم الشان واقعہ رونما ہوا جو یہ تھا کہ جب مسجد بھر گئی تو حضور انور نے عُشاقِ خلافت کو بیٹھ جانے کا ارشاد فرمایا۔ ان الفاظ کا کان میں پڑنا تھا کہ مسجد تو کیا مسجد کے اردگرد سڑکوں پر دور دور تک کھڑے لوگ فوراً بیٹھ گئے اور یوں خاموش ہو گئے جیسے کوئی موجود ہی نہ ہو۔ اس عدیم المثال نظارہ کو MTA کے ذریعہ ساری دنیا میں دیکھا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے کہا یہ نظارہ نظم و ضبط، اطاعت وفرمانبرداری کا عظیم الشان مظاہرہ تھا جس نے بلاشبہ چودہ سو سال پہلے اس واقعہ کی یاد تازہ کر دی جب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ نے مسجد میں صحابہ کو بیٹھنے کا حکم دیا تھا اور پھر اس آواز کو جب گلی میں ایک صحابی نے سنا تو انہوں نے بھی اطاعت کی۔

رات سوا بارہ بجے کے قریب حضور ایدہ اللہ نے احباب جماعت سے بیعت لی اور اُس کے بعد آپ افراد خاندان سے ملنے کے لئے قصر خلافت میں تشریف لے گئے۔ جس کے بعد آپ 41 نمبر گیسٹ ہاؤس میں قیام کے لئے چلے گئے اور یہاں حضورؒ کی تدفین کے انتظامات کو آخری شکل دینے کے لئے میٹنگ طلب کی اور فیصلہ فرمایا کہ تدفین اسلام آباد میں کی جائے گی۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ نماز جنازہ کے انتظامات کے حوالہ سے تو کوئی مشکل نہیں تھی کیونکہ اسلام آباد میں جلسہ کے دنوں کی طرح بڑی بڑی

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

F0ZMAN FOODS

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-553-3611

مارکیاں تو پہلے سے لگا دی گئی تھیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اتنی بڑی مارکیاں چھٹیوں میں ملنی ناممکن تھیں لیکن جلسہ سالانہ کے ایک سپلائیر Snowdens نے اپنے ورکرز کو چھٹیوں سے واپس بلا کر یہ کام کروایا۔

جنازہ کا قافلہ مسجد سے اسلام آباد صبح دس بجے روانہ ہوا۔ اس وقت مسجد کا سارا ماحول بہت سوگوار تھا۔ ہمسائے بھی اپنے گھروں سے باہر آکر احتراماً کھڑے تھے۔ پولیس نے ساڑھے نو بجے سے ہی A3 ہائی وے بند کردی تھی اور پولیس کے موٹر سائیکل سوار آفیسرز مسجد فضل سے اسلام آباد تک قافلہ کے ہمراہ رہے۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے افراد اور دنیا بھر کی جماعتوں کے وفود کے پیش نظر اس تاریخی قافلہ کے لئے ایک سو کاروں کا انتظام کیا گیا تھا اور قافلہ کو اس طرح ترتیب دیا تھا کہ جسد اطہر کو لے جانے والی گاڑی میں مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب، محترم برگیڈیئر ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب تھے۔ اور قافلہ کو جو کار لیڈ کر رہی تھی اُس میں نائب امیر مکرم سید احمد یحیٰی صاحب، مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ یوکے، مکرم کریم اسد احمد خان صاحب، مکرم ملک سلطان احمد صاحب اور مکرم کیپٹن عبدالماجد صاحب بیٹھے اور اس کے پیچھے بیس کاروں میں حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کے افراد بیٹھے اور پھر باہر سے آئے ہوئے نمائندگانِ خاص اور وفود کے لئے کاریں مختص تھیں۔

راستہ میں موٹر وے کے تمام جنکشن پر پولیس افسران تعینات تھے تاکہ کوئی کار موٹر وے کی طرف نہ آسکے۔ موٹر وے کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ احمدیوں کے گروہ اپنے امام کو رخصت کرنے کے لئے احتراماً کھڑے نظر آتے تھے۔ حفاظتی تدابیر کو ہر لحاظ سے مکمل بنانے اور فضا سے زمین پر قافلہ کی منظر کشی کے لئے ہیلی کاپٹر بھی ساتھ ساتھ اُڑتا رہا۔ اسی طرح MTA کی ٹیم سارے سفر کو نشریات میں پیش کرتی رہی۔ ایک گھنٹہ میں قافلہ اسلام آباد پہنچ گیا جہاں حضورؒ کے جسدِ اطہر کو جنازہ گاہ کے طور پر لگائی ہوئی مارکی کے سامنے کھڑی کی گئی چھوٹی مارکی کے اندر لے جایا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا قافلہ مسجد فضل لندن سے پورے گیارہ بجے اسلام آباد کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن اسلام آباد سے چند میل کے فاصلہ پر پہنچ کر قافلہ ٹریفک میں پھنس گیا۔ ٹریفک کی بھیڑ دیکھ کر تشویش ہوئی اور خیال آیا کہ اگر کوئی انتظام نہ ہوا تو اسلام آباد پہنچنے میں بہت زیادہ تاخیر ہوسکتی ہے چنانچہ مکرم ناصر خان صاحب کے ذریعہ، پولیس سے رابطہ کیا گیا جو چند منٹ کے اندر وہاں پہنچ گئی جہاں قافلہ پھنسا ہوا تھا۔ اس طرح بہت کم وقت میں انہوں نے قافلہ کے اسلام آباد پہنچنے کا بندوبست کر دیا۔

نماز ظہر و عصر کا وقت ڈیڑھ بجے مقرر تھا لیکن اطلاعات آرہی تھیں کہ جنازہ میں شرکت کے لئے آنے والوں کی سینکڑوں کاریں ٹریفک میں پھنسی ہوئی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صورتحال سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے نمازوں کا وقت اڑھائی بجے مقرر فرما دیا اور اس طرح زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جنازہ میں شرکت کرنے کی سعادت مل گئی۔

حضور ایدہ اللہ نے اڑھائی بجے نماز ظہر و عصر پڑھائی اور پھر خطاب کے بعد اجتماعی بیعت ہوئی جس کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں ایک اندازہ کے مطابق تیس ہزار افراد شامل ہوئے۔ پھر جسدِ اطہر کو اس قطع خاص کی طرف لے جایا گیا جہاں تدفین عمل میں آنی تھی۔ سارا راستہ حضور ایدہ اللہ نے جسدِ اطہر کو کندھا دیا اور پھر لحد میں اتارنے اور قبر پر مٹی ڈالنے میں بھی دوسروں کا ہاتھ بٹایا۔ تدفین کی ساری کارروائی کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ موقع پر موجود رہے اور قبر تیار ہوجانے پر دُعا کرائی اور قبر پر کتبہ نصب کیا۔ تدفین کے موقع پر قطع خاص میں جانے کی اجازت درجہ ذیل افراد کو تھی:-

1۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد۔ 2۔ جملہ اراکین مجلس انتخاب خلافت۔ 3۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے عملہ کے افراد۔ 4۔ اراکین مجلس عاملہ یوکے۔ 5۔ بیرونی ممالک سے آنے والے ذیلی تنظیموں کے صدر صاحبان۔ 6۔ حضور انور کی خدمت کرنے والے ڈاکٹر صاحبان۔ 7۔ بیرونی ممالک سے آئے ہوئے جملہ مبلغین انچارج۔

تدفین کے وقت اراکین پارلیمینٹ، مقامی پادری اور بہت سے معززین تشریف لائے ہوئے تھے۔ کئی ہفتوں تک قومی اور مقامی اخباروں میں حضورؒ کی وفات کی خبریں اور تعزیتی پیغامات شائع ہوتے رہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا تعارف بھی بعض قابل ذکر اخبارات The Times اور Daily Telegraph وغیرہ میں شائع ہوا۔ تدفین کے روز برطانیہ کے مختلف ٹیلی وژن نیٹ ورکس اور اخباری نمائندوں نے جنازہ کی کارروائی کے بعض حصے پیش کئے ان میں ,ITV BBC, SKY, ARY شامل ہیں، نیز BBC اور مقامی ریڈیو سٹیشنز نے بھی تفصیلی خبریں نشر کیں۔

بیرونی ممالک سے آئے ہوئے مہمانوں کی اکثریت اگرچہ اگلے دو روز میں واپس چلی گئی تھی لیکن یہ سلسلہ کم و بیش قریباً دو ہفتہ بعد تک جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔

❀❀......❀❀

مکرم فیض احمد زاہد صاحب امیر و مشنری انچارج تنزانیہ حال ہی میں شائع ہونے والے سواحیلی ترجمہ قرآن کریم کے نئے ایڈیشن کا ایک نسخہ عزت مآب وزیراعظم تنزانیہ کو تحفۃً پیش کر رہے ہیں جسے انہوں نے بڑی مسرّت اور شکریہ کے ساتھ وصول کیا۔

مکرم طارق محمود جاوید صاحب امیر و مبلغ انچارج سیرالیون (مغربی افریقہ) جلسہ سالانہ سیرالیون کے موقعہ پر لوائے احمدیت لہرا رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ مجلس عاملہ کے بعض ممبران بھی ہیں

A UNIQUE OPPORTUNITY

TO ADVERTISE YOUR BUSINESS

ON

MTA INTERNATIONAL

Local or Global Reach

LIMITED PRIME SPOTS AVAILABLE FOR

REGULAR ADVERTISING

On first come first serve basis

FOR FURTHER INFORMATION PLEASE CONTACT:

Head of Marketing Department

MTA International

16 Gressenhall Road London SW 18 5QL

TELEPHONE +44 (0) 208-870- 0922 Fax +44 (0) 208 870- 0684

marketing@mta.

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC

Windows, Doors, Porches, Patio Doors

For Friendly Quote Please Contact **Tel: 020 8664 8040**

Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ:جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ غانا
از صفحہ نمبر ۱۶

ہوئے حاضرین کو ڈسپلن کی پابندی کی طرف توجہ دلائی۔

اجلاس شبینہ

نمازعشاء کے بعد شبینہ اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت ایک احمدی بزرگ مکرم الحاج یعقوب بوابنگ صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد مبلغ سلسلہ اپرویسٹ ریجن نے کی جس کا عنوان تھا ''اشاعت اسلام اور ہماری ذمہ داری''۔ دوسری تقریر مکرم حافظ احمد جبرئیل سعید صاحب نائب امیر ثالث نے کی۔ آپ نے جلسہ سالانہ بینن میں شرکت کی تھی اس لئے وہاں کے حالات وتأثرات بیان کئے۔

دوسرا روز

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کا آغاز بھی حسب معمول نماز تہجد سے ہوا۔ نماز تہجد کے بعد اشانٹی ریجن کے مبلغ مکرم حمیداللہ ظفر صاحب نے ''دعا کی تاثیر'' کے موضوع پر درس دیا۔ آپ نے فرمایا کہ دعا سے بڑھ کر مؤثر اور طاقتور کوئی چیز نہیں۔

نماز فجر کے بعد ایسٹرن ریجن کے مبلغ مکرم مولوی طالب یعقوب صاحب نے ''خلافت کی اہمیت وبرکات'' کے موضوع پر درس دیا۔

پہلا اجلاس

صبح کے اجلاس میں صدر مجلس ممبر پارلیمنٹ مکرم الحاج الحسن یعقوب صاحب تھے جبکہ اس نشست کے معزز مہمان سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جج اور مصالحتی کمیشن غانا کے چیئرمین Hon. Mr.Justice Kweku Entrew Amua-Sekyi تھے۔

تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کے بعد مکرم محمد بن صالح صاحب نائب امیر ثانی نے خطاب کیا۔ آپ کا عنوان تھا ''اسلام میں نظام وراثت''۔ آپ نے اسلامی فقہ کی روشنی میں وراثت کے اصول وضوابط بیان فرمائے۔

بعدہٗ معزز مہمان کی باری تھی۔ آپ نے اپنے خطاب کے آغاز میں جماعت احمدیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ سالٹ پانڈ سے عاجزانہ آغاز کے بعد احمدیہ مسلم مشن، سرزمین غانا کے طول وعرض میں پھیل گیا ہے۔ آپ نے بتایا کہ شعبہ تعلیم، صحت اور رفاہ عامہ کے کاموں میں نمایاں خدمات سرانجام دے کر اس جماعت نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ جماعت ملک کے لئے ایک رحمت ہے۔ آپ نے دعا دی کہ اللہ کرے آپ ان کاموں میں کامیاب ہوں۔ آپ نے معاشرہ میں باہمی نفرت اور حسد کی بیخ کنی کے لئے جماعت احمدیہ کو مثال بناتے ہوئے مصالحتی کمیشن کی غرض وغایت بیان کی۔ آپ نے جلسہ کے نظم وضبط اور صفائی کی بھی تعریف کی۔

اس سیشن کے آخر پر نماز جمعہ باجماعت ادا کی گئی۔

اجلاس شبینہ

اس اجلاس کی صدارت ناردرن ریجن کے صدر مکرم نورالدین مومن صاحب نے کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ پیش کیا گیا۔ نظم کے بعد یونیورسٹی آف لیگون غانا میں واقع Naguchi Memorial Institute for Medical Research کے ممبر DR. Mubarak Osie-Kwesi نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ''قرآن۔ خدائی معجزہ''۔ آپ نے فرمایا کہ سائنس کے جن حقائق کی دریافت اب ہو رہی ہے ان کا ذکر چودہ سو سال قبل قرآن مجید میں کر دیا گیا تھا۔ آپ نے چند مثالوں سے اس کی وضاحت کی۔

اگلی تقریر ہمارے ایک سرکٹ مشنری مکرم یوسف اسحٰق نے کی جس کا عنوان تھا ''جلسہ سالانہ لندن کے بارہ میں میرے تأثرات''۔ انہیں گزشتہ سال جماعت احمدیہ غانا کی نمائندگی میں جلسہ سالانہ لندن میں شامل ہونے کی توفیق ملی تھی۔

اس تقریب کی آخری تقریر مکرم خالد احمد صاحب کی تھی۔ آپ نے ''اسلام میں زنا کی سزا'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کیا کہ زنا کی سزا رجم نہیں بلکہ کوڑے ہیں۔ اور یہ سزا جسمانی نہیں بلکہ اخلاقی ہے۔

جلسہ کا تیسرا روز

۲۵؍جنوری کو جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری روز تھا۔ خدا کے فضل سے اس روز بھی نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ نماز تہجد کے بعد الحاج آدم داؤد صاحب نے ''تبلیغ اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان پر درس دیا۔ آپ نے احباب کو تبلیغ کے میدان میں پہلے سے زیادہ محنت کرنے کی تلقین کی۔ نماز فجر کے بعد Dr.Yusuf Ahmad Edusei نے ''شادی کی اہمیت وغرض وغایت'' پر درس دیا۔ آپ نے شادی کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور میاں بیوی کی خوشگوار ازدواجی زندگی کے بعض اصول بیان کئے۔

پہلا اجلاس

پہلا اجلاس صبح دس بجے اپرویسٹ ریجن کے وزیر Hon.Mr.Sahnus Mugtari کی زیر صدارت ہوا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی مسلمان ہیں۔ اس اجلاس میں گیسٹ سپیکر Information & Presidential Affairs کے وزیر Hon. Mr.Jake Obetsebi Lamptey تھے۔

تلاوت قرآن کریم اور عربی قصیدہ کے چند اشعار کے بعد ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کے ہیڈ ماسٹر Mr.Yusuf Agyare نے خطاب کیا۔ آپ کا موضوع ''Indiscipline کی وجوہات اور اس کے تأثرات'' تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ہڑتال، منشیات کا استعمال، چوری، قتل، جنسی بے راہ روی وغیرہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ آپ نے اس منفی رویہ کی وجوہات پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا کہ گھر اور معاشرہ کے خلاف ردعمل، والدین کی عدم توجہ اور غیر تعلیم یافتہ ہونا اس کی بڑی وجوہات ہیں۔

معزز مہمان Hon. Mr.Jake Obetsebi Lamptey (وزیر انفارمیشن اور صدارتی معاملات) نے بھی احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر قرآن کریم کی آیات کے حوالوں سے پُر تھی۔ ایک عیسائی وزیر کا قرآنی آیات سے استنباط بڑا ایمان افروز تھا جس پر سب حاضرین نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے رہے۔ آپ نے Indiscipline کے خلاف جہاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سے ہر ایک اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر خدا آپ کا مددگار ہو تو آپ پر کوئی دوسرا غالب نہیں آ سکتا۔ یہ تقریر مختصر مگر ایمان افروز تھی۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس کا آغاز تین بجے بعد دوپہر ہوا۔ اس سیشن کی صدارت جماعت کے ایک بزرگ دوست Alhaj Vakil Abdullah Essaka نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کے بعد مکرم مولوی محمد یوسف یاسن صاحب، نائب امیر اول نے ''آنحضور ﷺ سراپا نظم وضبط'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کیا کہ آنحضورؐ نظم وضبط کا پیکر تھے۔ گھر کے کاموں میں حصہ لیتے۔ آپ نے والدین پر زور دیا کہ بچوں کو اسلامی اخلاق اور آداب سکھائیں اور بچوں سے کہا کہ وہ والدین کی اطاعت کریں۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کی زندگی سے نظم وضبط کی مختلف مثالیں پیش کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضورؐ کی زندگی کا مطالعہ کریں اور اس کو عمل میں ڈھالیں تو نظم وضبط کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔

دوسری تقریر مکرم عبداللہ ناصر بوانٹنگ صاحب ریجنل صدر اشانٹی ریجن کی تھی۔ آپ نے ''مشرق وسطیٰ کا تنازعہ'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں کی آبادی کا تناسب بتا کر فرمایا کہ یہ سرزمین تینوں کے لئے مقدس ہے۔ آپ نے اسرائیلی ریاست کے قیام کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اسرائیل کیسے وجود میں آیا۔ آپ نے آخر میں مسلمانوں کو تلقین کی کہ اس سرزمین کے حصول کے لئے غیر اسلامی رویہ ترک کریں اور دعاؤں پر زور دیں۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد بن صالح صاحب نائب امیر ثانی، جنہیں بورکینا فاسو میں مجلس خدام الاحمدیہ کے دوسرے اجتماع میں شرکت کی توفیق ملی تھی۔ آپ نے اس کے تأثرات بیان کئے۔ آپ نے برکینا فاسو میں احمدیت کے آغاز کی تاریخ بیان کی اور بتایا کہ اس بات پر ہمیں فخر ہے کہ غانا کی معرفت اس ملک میں احمدیت کا پودا لگا جو آج پروان چڑھ چکا ہے۔ آپ نے اس مشن کی ترقی اور افریقہ کے پہلے ریڈیو سٹیشن کے قیام کا بھی ذکر کیا۔

اس خطاب کے بعد مکرم احمد اینڈرسن صاحب قائمقام جنرل سیکرٹری نے ۲۰۰۲ء میں جماعت کی کارکردگی پر مشتمل رپورٹ پیش کی۔ آپ نے خاص طور پر غانا کے قومی ٹیلی ویژن پر جماعت احمدیہ کے ہفتہ وار پروگرام "Islam In Perspective" کی مقبولیت کا ذکر کرتے ہوئے دیگر مقامی ریڈیو سٹیشنوں پر بھی جماعت کے تبلیغی پروگراموں کا ذکر کیا۔

آپ نے جلسہ سالانہ کے لئے خرید کی جانے والی نئی جگہ کا تعارف بھی کروایا۔ جلسہ سالانہ کی پلاننگ کمیٹی نے "Pomadze" نامی جگہ پر ایک سو ایکڑ خرید رکھے ہیں۔ اب اس میں مزید ۳۳ ایکڑ زمین ملائی گئی ہے تاکہ جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے مطابق اس جگہ کو آئندہ جلسہ گاہ کے طور پر استعمال کیا جائے۔ اس زمین میں سایہ دار پودوں کی لگوائی شروع ہو چکی ہے، پانی کی فراہمی کا کام مکمل ہو چکا ہے اور بجلی کے حصول کے لئے کوششیں جاری ہیں۔

آخر پر مکرم عبدالرحمٰن Enin صاحب، افسر جلسہ سالانہ نے جلسہ کمیٹی کی رپورٹ پیش کی اور خصوصی تعاون کرنے والوں اور نمایاں خدمات کرنے والوں کو اعزازی سرٹیفکیٹ دئے گئے۔

جلسہ کے دوران Tamale میں UDS یونیورسٹی کے ایک طالب علم نے جلسہ سے متاثر ہو کر احمدیت قبول کی۔ اس طالب علم نے بھی احباب سے ایک مختصر خطاب بھی کیا۔

جلسہ میں موجود چیف صاحبان نے بھی مختصر خطابات میں اپنے تأثرات بیان کئے۔

آخر پر مکرم عبدالوہاب بن آدم، امیر ومبلغ انچارج غانا نے مختصر خطاب کیا اور اختتامی دعا کروائی جس سے جماعت احمدیہ غانا کا ۷۴واں جلسہ سالانہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

خدا کے فضل سے جلسہ میں ۴۳ ہزار نفوس شامل ہوئے الحمدللہ۔

نمائش

جلسہ میں پہلی مرتبہ نمائش لگائی گئی جس میں قرآن مجید اور منتخب احادیث کے مختلف زبانوں میں تراجم کے علاوہ خلفائے احمدیت کی تصاویر اور جماعت احمدیہ عالمگیر کی ترقی پر مشتمل تصاویر کی نمائش کی گئی۔ جلسہ میں شامل ہونے والے کثیر احباب نے یہ نمائش دیکھی۔

جلسہ پلاننگ کمیٹی نے گزشتہ جلسہ سالانہ کی جملہ تقاریر کو کتابی شکل میں شائع کروا دیا تھا۔ یہ کتاب سٹالز پر دستیاب رہی۔ علاوہ ازیں گزشتہ جلسہ سالانہ کی جھلکیوں کو ویڈیو کیسٹ اور CD پر ریکارڈ کروایا گیا۔ احباب کے استفادہ کے لئے یہ ریکارڈنگ سستے داموں فروخت کی گئی۔

عطیہ خون

جلسہ کے دوران خدمت خلق کی خاطر ۲۴۰؍احباب نے خون کی بوتلیں بطور عطیہ پیش کیں۔

ہومیوپیتھی

ہومیو پیتھی اور ایلوپیتھی کلینک کھلے رہے جہاں مریضوں کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ان تمام کارکنان کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس جلسہ کی کامیابی کے لئے دن رات محنت کی اور جملہ شرکاء کو جلسہ کی برکات سے دائمی حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

افغانستان......ایک سو سال پہلے

فرینک مارٹن ۱۸۹۵ء سے ۱۹۰۳ء تک افغانستان کے چیف انجینئر رہے اور اس حیثیت میں انہوں نے پہلے امیر عبدالرحمٰن اور پھر اُن کے بیٹے امیر حبیب اللہ کے قریب رہ کر کام کیا۔ بعد میں انگلستان واپس آکر انہوں نے ایک کتاب لکھی جس میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت کا بھی تفصیلی ذکر کیا۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲، ۴ و ۶؍نومبر ۲۰۰۲ء میں مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب کے قلم سے اس تاریخی کتاب "Under the Absolute Amir of Afghanistan" کی تلخیص شامل اشاعت ہے۔

قریباً ایک سو سال قبل اگرچہ افغانستان ایک آزاد ملک تھا لیکن اس کی آزادی مشروط تھی کیونکہ اس کی خارجہ پالیسی ہندوستان میں مقیم برطانوی وائسرائے کے ہاتھ میں تھی۔ ۱۸۹۵ء میں امیر عبدالرحمٰن نے اپنے بیٹے سردار نصراللہ کو انگلستان بھجوایا تاکہ وہ انگریز حکومت کو لندن میں افغان سفارتی نمائندہ تعینات کرنے کی اجازت دینے پر رضامند کریں تاکہ باہمی معاملات وائسرائے ہند کی بجائے براہ راست طے کئے جاسکیں۔ اگرچہ اس مقصد میں سردار نصراللہ کو کامیابی نہ ہوسکی لیکن وہ واپس وطن جاتے ہوئے فرینک مارٹن کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ مارٹن لکھتا ہے کہ چند روز سردار نصراللہ نے قندھار میں قیام کیا اور پھر گھوڑوں پر سوار ہوکر کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ کوئی باقاعدہ سڑک موجود نہیں تھی لیکن صدیوں سے سفر کرنے والوں کی آمدورفت سے جو راستہ بن گیا تھا، اسی پر چلنا پڑتا تھا۔ راستہ کے کنارے جگہ جگہ اونٹوں، گھوڑوں وغیرہ کے ڈھانچے پڑے تھے۔

فرینک مارٹن لکھتا ہے کابل اس وقت ڈیڑھ لاکھ آبادی کا شہر ہے۔ تنگ گلیاں جن میں گھروں کا گند پھینک دیا جاتا ہے، بارش یا برفباری کے نتیجہ میں ان گلیوں میں چلنا دوبھر ہوجاتا ہے۔ بازار بھی تنگ ہیں کہ سامان سے لدا ہوا اونٹ بھی گزر رہا ہو تو پیدل چلنا مشکل ہوجاتا ہے۔ آوارہ کتے بہت زیادہ ہیں لیکن ان کا فائدہ یہ ہے کہ گلیوں کا گند اور غلاظت صاف کردیتے ہیں۔ شہر کے لوگوں کا عمومی تأثر یہی ہے کہ عرصہ سے نہائے نہیں۔ وہ امراء بھی جن کے چہرے صاف ہوتے ہیں، اُن کی گردن میلی ہوتی ہے۔ البتہ ہر گھر میں حمام ضرور بنایا جاتا ہے۔ امراء کا علاقہ شہر کے نئے حصہ میں ہے۔ یہ صاف ستھرا علاقہ ہے۔

افغان قوم کے نقوش بنی اسرائیل سے گہری مماثلت رکھتے ہیں۔ بچوں کے نام اکثر بنی اسرائیل کے انبیاء کے نام پر رکھے جاتے ہیں بلکہ یہاں کے بعض پہاڑوں کے نام بھی بنی اسرائیل کے انبیاء کے نام پر ہیں۔ ان لوگوں کا کاروباری انداز بھی بنی اسرائیل سے ملتا جلتا ہے۔ زیادہ تر آبادی پشتو بولتی ہے لیکن فارسی چونکہ درباری زبان ہے اس لئے اس کا سمجھنا صاحبِ حیثیت افراد کے لئے ضروری ہے۔ سکولوں میں بھی پڑھائی جاتی ہے جہاں کا مدارالمہام ایک مولوی ہوتا ہے، اُس کے ہاتھ میں ایک بید ہوتا ہے اور بچے اُس کے اردگرد آلتی پالتی مار کر بیٹھے ہوتے ہیں۔ کئی بار بچوں کو ایسی سزا دیتے ہیں کہ اُن کی دردناک چیخیں دُور تک سنائی دیتی ہیں۔

لوگ شدید توہم پرست ہیں۔ روحوں اور بھوتوں سے بے حد ڈرتے ہیں۔ نجومیوں کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ شاہی خاندان نے بھی اپنے نجومی رکھے ہوئے ہیں جن کی اکثر پیشگوئیاں غیرواضح اور ذو معنی ہوتی ہیں۔

فرینک مارٹن امیر عبدالرحمٰن کے دَور میں کابل پہنچا۔ وہی امیر جس کے دَور میں پہلے احمدی حضرت عبدالرحمٰن صاحبؓ کو شہید کیا گیا۔ مارٹن لکھتا ہے کہ یہ امیر آخر عمر میں چلنے پھرنے سے معذور ہوگیا تھا اور دربار میں بھی بستر پر بیٹھتا تھا لیکن اس کا دبدبہ پورے ملک پر بہت تھا اور گرفت مضبوط تھی۔ سارے انتظامی اختیارات اُس کے ہاتھ میں تھے اور وہ ملک بھر سے آنے والی جاسوسی رپورٹوں کا رات گئے تک مشقت اٹھاکر خود مطالعہ کرتا تھا۔ حکومت کا انتظامی ڈھانچہ موجود نہیں تھا، چند افسران کے پاس اختیارات تھے جنہیں وہ اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرتے۔ باہمی اختلاف کی صورت میں جو پہلے امیر تک پہنچ جاتا، جیت اُسی کی ہوتی۔ اسی لئے امیر تک رسائی کیلئے رشوت کا بازار گرم رہتا۔

امیر عبدالرحمٰن نے حکومت انگریزوں کی مدد سے حاصل کی تھی۔ جب اس کے ایک رشتہ دار ایوب خان نے انگریز فوج کو قندھار میں شکست دی تو اس نے انگریزوں کی مدد کی اور انگریزوں کی مدد سے ایوب خان کی طاقت کو کچل کر مشروط حکومت سنبھال لی۔ چنانچہ وہ انگریزوں کا وظیفہ خوار بھی رہا اور اُس کی خارجہ پالیسی وائسرائے ہند کے ہاتھ میں رہی۔ ایک طرف وہ انگریزوں کو وفاداری کا یقین دلاتا تھا اور دوسری طرف انگریزوں کے خلاف عوامی جذبات کو بھڑکاتا تھا تاکہ وہ افغان قبائل جو ہندوستان کی سرحد کے قریب واقع ہیں، وہ ہندوستان کے ساتھ شامل ہونے کی بجائے افغان حکومت میں ہی شامل رہنے کو ترجیح دیں۔ اس مقصد کے لئے اُس نے اپنے مولویوں سے تحریر کرواکے ایک کتابچہ بھی قبائلی علاقہ میں تقسیم کروایا کہ انگریزوں کو قتل کرنے والا جنت میں جائے گا۔ اس طرح جب قبائلیوں اور انگریز فوج کا تصادم ہوا اور چند انگریز اور بہت سے قبائلی ہلاک ہوئے تو انگریزوں نے امیر کو دھمکی دی کہ اگر اس نے اپنا طرز عمل نہ بدلا تو اسے اقتدار سے محروم کردیا جائے گا۔ اس پر وہ محتاط ہوگیا۔ مارچ ۱۹۰۱ء میں اُس پر فالج کا حملہ ہوا اور یکم اکتوبر کو اُس کی وفات ہوئی۔

یہ وہی دَور ہے جب حضرت عبدالرحمٰن صاحبؓ نے قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت حاصل کی اور واپس جاکر ان خیالات کا اظہار کیا کہ صرف مذہبی اختلاف کی بنیاد پر کسی کا قتل ناجائز ہے۔ جاسوسوں کی رپورٹ پر آپؓ کو گرفتار کرکے کابل لایا گیا اور یہاں قیدخانہ میں ہی دَم گھٹ کر شہید کردیا گیا۔ یہ غیرواضح ہے کہ اس شہادت میں امیر عبدالرحمٰن کے علاوہ کون کون اس سازش میں شریک تھا۔ کیونکہ اس وقت تک امیر پر فالج کا حملہ ہوچکا تھا اور وہ عملاً کوئی فیصلہ کرنے کے قابل نہ تھا۔ اور بعد میں جب حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب امیر سے ملے تو اُس نے آپؓ سے مل کر بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپؓ کے خلاف کچھ رپورٹیں آئی تھیں جنہیں مَیں نے نظرانداز کردیا ہے۔

اس زمانہ میں بہت سے احمدیوں کو قیدخانہ کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ مارٹن لکھتا ہے کہ کسی بھی سرکاری عمارت کی کھڑکیوں پر سلاخیں لگاکر اُسے جیل میں تبدیل کردیا جاتا تھا۔ جگہ کی کمی کا اندازہ کئے بغیر اُنہیں اندر ٹھونسا جاتا تھا۔ صفائی کا کوئی تصور ہی موجود نہ تھا چنانچہ ستر اسّی فیصد قیدی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے۔ پورے دن میں کھانے کے لئے دو نان دیئے جاتے تھے اور ٹخنوں کو زنجیروں سے باندھ کر رکھا جاتا تھا۔ مارٹن کے نزدیک وہاں کی گلیوں کے کتے وہاں کے قیدیوں سے کئی درجہ بہتر زندگی گزارتے تھے۔

سب سے خوفناک سزا "بالاحصار" کا قیدخانہ تھا۔ یہ ایک خشک کنواں تھا جس کا نچلا حصہ کھود کر پندرہ بیس فٹ چوڑا کردیا گیا تھا۔ یہاں قیدیوں کو عمر بھر کے لئے ڈالا جاتا تھا اور اُن کے لئے روٹی اور پانی کو اوپر سے پھینکا جاتا تھا۔ قیدی وہیں رہتے، کوئی مر جاتا تو اُس کی لاش بھی نہ نکالی جاتی۔ وہاں رہنے والے چند ہی دن میں اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھتے اور دیواروں کے ساتھ سر پٹخ پٹخ کر اپنا خاتمہ کرلیتے۔

قتل کرنے کی سزائیں بھی شدید تھیں۔ ایک قاتل کو درخت کے ساتھ باندھ دیا گیا اور روزانہ اُس کی جلد کا ایک حصہ اتارا جاتا حتی کہ چند دن بعد وہ مرگیا۔ امیر حبیب اللہ کے محل کے قریب گند صاف کرنے پر مامور شخص بیمار ہوگیا تو بطور سزا اُس کی حاملہ بیوی کے پیٹ پر پچاس ڈنڈے مارے گئے جس سے وہ ہلاک ہوگئی۔ ایک بار چند فوجیوں نے فرار ہونے کی ناکام کوشش کی۔ اُن کی آنکھوں میں پہلے تیزاب ڈال کر انہیں بصارت سے محروم کردیا گیا اور پھر انہیں ایک دوسرے کے ساتھ باندھ کر چھوڑ دیا گیا۔ جو کئی دن میں ایک دوسرے کے ساتھ بندھے بندھے باری باری موت کے منہ میں چلے گئے۔ مارٹن کے خیال میں نسبتاً آسان سزا یہ تھی کہ کسی کو توپ کے دہانہ سے باندھ کر اُڑادیا جائے۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کا ذکر کرتے ہوئے مارٹن بیان کرتا ہے کہ قادیان میں جو نشانات آپؓ نے دیکھے وہ مسمریزم کی کوئی صورت تھے اور آپؓ کے پاس دوسروں کو لاجواب کرنے والے دلائل بھی تھے اور ایک معجزانہ ثابت قدمی تھی۔ آپؓ کی وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو آپؓ نے اپنی شہادت کے بعد کے حالات کے متعلق کی تھی۔ مارٹن نے آپؓ کے بارہ میں لکھا ہے: "One of the chief and most influential of the mullahs"۔ وہ مزید لکھتا ہے کہ قادیان میں قیام کے دوران ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کو اپنے ہمراہ ایک کمرہ میں لے گئے جہاں دونوں نے عالم کشف میں مقدس مقامات کی زیارت کی اور مختلف مناسک ادا کئے۔ اس سے آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا اتنا یقین ہوگیا کہ موت بھی آپؓ کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کرسکی۔

مصنف بیان کرتا ہے کہ امیر حبیب اللہ نے آپؓ کے ایمان لانے کا سنا تو آپؓ کو پیغام بھجوایا کہ وطن واپس آجائیں۔ جب وہ واپس پہنچے تو آپؓ کو حراست میں لے کر امیر کے دربار میں لایا گیا لیکن آپؓ نے امیر کے سوالات کے جواب اتنی ذہانت سے دیئے کہ اُسے آپؓ پر ہاتھ ڈالنے کا موقع نہ مل سکا۔ اور اُس نے اپنے بھائی سردار نصراللہ کی طرف آپؓ کو بھجوادیا جس نے آپؓ کو بارہ علماء کی عدالت میں بھجوادیا۔ علماء کو بھی آپؓ کے عقائد میں کوئی قابل گرفت بات نہ ملی تو آپؓ کو بری کردیا گیا اور فیصلہ امیر کی طرف بھجوادیا گیا۔ لیکن امیر مصر تھا کہ آپؓ کو سزا دی جائے چنانچہ معاملہ دوبارہ علماء کے پاس منتقل ہوا لیکن امیر کے شدید کے دباؤ کے باوجود بارہ میں سے دس علماء نے آپؓ کے خلاف فیصلہ دینے سے انکار کردیا۔ صرف دو علماء نے، جن کے سردار نصراللہ سے قریبی تعلقات تھے، سردار کے اصرار پر قتل کے فتوے پر دستخط کئے۔ اس فتویٰ کی امیر حبیب اللہ نے تصدیق کردی۔ جب سزا سنانے کے بعد آپؓ کو امیر کے سامنے سنگسار کرنے کیلئے لے جایا گیا تو آپؓ نے سب کے سامنے یہ پیشگوئی فرمائی کہ اب اس ملک پر ایک بہت بڑی تباہی آئے گی اور امیر حبیب اللہ اور سردار نصراللہ بھی خمیازہ بھگتیں گے۔ پھر جس روز آپؓ کو شہید کیا گیا تو اُس رات ایک خوفناک آندھی آئی۔ یہ ایک غیر معمولی بات تھی اور لوگ اسے آپؓ کی شہادت سے متعلق قرار دیتے تھے۔ نصف گھنٹہ بعد اچانک آندھی رُک

گئی۔ پھر چند ہی روز میں کابل میں ہیضہ کی خوفناک وبا پھوٹی ۔ لوگ برملا کہہ رہے تھے کہ یہ آپؓ کی پیشگوئی کا نتیجہ ہے۔ ہیضہ کی وبا سے امیر اس قدر خوفزدہ تھا کہ وہ یاغمان چلے جانا چاہتا تھا لیکن گورنر نے کہاکہ امیر کے جانے کے بعد عوام اور فوجی کہیں اُس کے خلاف نہ اُٹھ کھڑے ہوں۔ چنانچہ اُس نے تخت کی لالچ میں اپنا قیام ارک کے محل میں رکھا لیکن خود کو دو کمروں تک محدود کرلیا۔ چھ سات درباریوں کے علاوہ کوئی اُس تک نہیں جاسکتا تھا اور یہ درباری محل سے باہر نہیں جاسکتے تھے تاکہ جراثیم باہر سے محل میں منتقل نہ ہو جائیں۔ پھر امیر کی چہیتی بیوی جان سے گزر گئی تو امیر مخبوط الحواس ہو گیا اور اُس کا زیادہ وقت مصلّے پر گزرنے لگا۔

اس کے بعد مارٹن کا قلم تو خاموش ہو جاتا ہے لیکن "تاریخ احمدیت" میں یہ حقائق محفوظ ہیں کہ بعد میں کئی احمدیوں کو قید و بند کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں اور کئی شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ آخر امیر حبیب اللہ قتل کیا گیا اور سردار نصراللہ کو اُس کے قتل کے الزام میں ارک جیل میں رکھا گیا جہاں کبھی حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کو رکھا گیا تھا اور پھر اسی قید میں خاموشی سے اُس کا خاتمہ کردیا گیا جس طرح حضرت عبدالرحمٰن صاحبؓ کا کیا گیا تھا۔ تاہم حضرت مسیح موعودؑ دونوں معصوم احمدیوں کی شہادتوں کے اثرات کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"یہ خون بڑی بے رحمی کے ساتھ کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملے گی۔ ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا۔ کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بے دردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کرلیا۔ اے کابل کی زمین! تُو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بد قسمت زمین! تُو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تُو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔"

مارٹن اُس زمانہ کے حالات کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتا ہے کہ فوج میں کوئی نظم و ضبط نہیں۔ کوئی وردی نہیں۔ مارچ پاسٹ میں جس کا دل چاہتا ہے وہ جب چاہے اپنا پاؤں زمین پر مارتا ہے، جب چاہتا ہے بندوق تھام لیتا ہے۔ توپ کا نشانہ شاذ ہی نشانے کے پچاس گز کے اندر گرتا ہے۔ امیر حبیب اللہ کی تخت نشینی کے وقت جب توقع کے مطابق فوج نے بغاوت نہیں کی تو امیر نے خوش ہو کر ہر فوجی کو ایک "تمغہ وفاداری" دیا جو چاندی کا بنا ہوا تھا۔ اکثر فوجیوں نے وہ تمغہ بیچ کر اناج خریدا تاکہ فاقوں سے نجات حاصل کریں۔ فوج میں چھٹی یا ریٹائرمنٹ کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اگر چھٹی پر جانا ہو تو اپنا متبادل دینا ضروری ہوتا۔ فوجی بہت سخت جان ہوتے لیکن ان کے جرنیل جنگی مہارت اور علم سے بالکل کورے ہوتے۔

امیر عبدالرحمٰن نے کابل میں مختلف ورکشاپیں قائم کی تھیں لیکن ان میں کام کرنے والوں کا بنیادی علم بہت کم تھا اور تنخواہیں اتنی کہ فاقوں پر گزارا ہوتا۔ دفاتر کے کلرک "مرزا" کہلاتے تھے۔ اُن کا علم فارسی، ابتدائی عربی اور بنیادی ریاضی تک محدود ہوتا۔ جمع تفریق تک تو خیریت رہتی لیکن ضرب تقسیم میں گڑبڑ ہو جاتی۔ اکثر ایک ہی حساب میں ہر مرزا کا جواب دوسرے سے مختلف ہوتا۔ یہ اپنے کام میں دلچسپی صرف اُس وقت لیتے جب ان کے سپرد کسی افسر کے خلاف بدعنوانی ثابت کرنے کا کام کیا جائے۔ مارٹن اس بات کا عینی شاہد ہے کہ ایک کلرک نے اصل زر سے بھی دوگنی رقم کا غبن ثابت کردیا۔

مصنف کہتا ہے کہ وہاں کے علماء ہر وقت اپنے ہاتھوں میں تسبیح پھیرتے رہتے خواہ گفتگو یا کوئی بھی کام کر رہے ہوں۔ اگر کوئی غیر مسلم اُن کے سامنے آجائے تو عموماً وہ کراہت کا اظہار کرتے ہوئے تھوک دیا کرتے تھے۔ امیر عبدالرحمٰن ان علماء کو زیادہ خاطر میں نہیں لاتے تھے لیکن امیر حبیب اللہ نے ان کا بہت اکرام کیا اور انعامات سے نوازا۔ ...... پاگلوں کا بھی بڑا احترام کیا جاتا تھا اور انہیں کوئی روکتا ٹوکتا نہ تھا حتی کہ وہ بعض دفعہ امیر کے دربار میں بھی پہنچ جاتے۔

آخری باب میں مارٹن کہتا ہے کہ امیر عبدالرحمٰن نے اپنے سیاسی مخالفین کو چُن چُن کر خاموشی سے قتل کروادیا تھا اور اپنے اور اپنے ولیعہد کے لئے کوئی خطرہ باقی نہیں رہنے دیا تھا۔ (لیکن جو ظلم عظیم امیر عبدالرحمٰن اور امیر حبیب اللہ کے دَور میں کیا گیا اُس نے نہ صرف اس بادشاہت کو نابود کردیا بلکہ سلطنت کو بھی بدامنی اور خونریزی کی لمبی داستان کا حصہ بنادیا)۔

مکرم میاں اصغر علی صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹؍دسمبر ۲۰۰۲ء میں مکرم میاں مبارک علی صاحب اپنے برادر اکبر مکرم میاں اصغر علی صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ۱۹۲۲ء میں مکرم میاں نیاز علی صاحب کے ہاں سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے اور میٹرک تک تعلیم وہیں سے حاصل کی۔ آپ کی والدہ صاحبہ احمدی تھیں جبکہ والد صاحب احمدی نہیں تھے لیکن مخالف بھی نہیں تھے۔ پاکستان بننے تک سانگلہ ہل میں کوئی احمدیہ مسجد نہیں تھی اس لئے نمازیں ہم گھر پر والدہ صاحبہ کے ساتھ ادا کرتے اور جمعہ ایک احمدی بنک مینیجر محترم چودھری منظور احمد صاحب کے دفتر میں ادا کیا جاتا۔ بابو فضل الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ لاہور ہائی کورٹ ہمارے ماموں تھے جن کے ساتھ ہم ہر سال جلسہ سالانہ پر قادیان جایا کرتے اور وہاں حضرت مصلح موعودؓ اور دیگر بزرگوں سے ملاقات کرتے۔ اسی طرح بابو قاسم الدین صاحب سابق امیر جماعت سیالکوٹ جو ہماری والدہ کے ماموں تھے، گرمیوں کی تعطیلات میں ہمیں اپنے پاس بلوا لیتے اور ہماری تربیت کرتے۔ بعد میں ہمارے والد صاحب نے بھی بیعت کرلی۔

محترم میاں اصغر علی صاحب نے میٹرک کے بعد سیالکوٹ کچہری میں ملازمت کرلی اور پاکستان بننے کے بعد ایک کمپنی کے ایجنٹ کے طور پر ملازم ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد ہم چھ بھائیوں نے فیصل آباد میں ایک ٹمبر سٹور کھول لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت دی کہ بعد میں ایک کولڈ سٹوریج بھی قائم کیا اور لاہور میں بھی ٹمبر کا سٹور کھول لیا تو محترم میاں صاحب وہاں شفٹ ہوگئے۔ آپ نے لاہور میں ایک Creosoting and Seasoning Plant بھی لگایا اور جماعتی کاموں میں بھی بہت سرگرمی سے حصہ لیا۔ مسجد بیت الحمد کے لئے ایک کنال زمین اور مربی ہاؤس کے لئے مکان خرید کر پیش کردیا۔ ۲۰۰۲ء میں عیدالاضحیٰ کے ایک روز بعد محترم میاں صاحب نے وفات پائی۔

محترم چوہدری شریف احمد وڑائچ صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۳؍دسمبر ۲۰۰۲ء میں مکرم پروفیسر ایم۔اے۔ شائق صاحب اپنے بھائی مکرم چوہدری شریف احمد وڑائچ صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ۱۰؍ستمبر ۱۹۱۴ء کو ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں میں حضرت چوہدری ودہاوے خان صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے جو اسلامیہ ہائی سکول امرتسر میں فزیکل انسٹرکٹر تھے اور ۱۹۰۲ء میں قبول احمدیت کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔

محترم چودھری محمد شریف صاحب نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ آرٹس سکول امرتسر سے حاصل کی پھر وزیر آباد سے میٹرک کر کے موگن رسول سے اوورسیئرز کورس کیا اور دوم آئے۔ اوّل اور سوم آنے والے طلباء بھی احمدی ہی تھے۔ پھر ۱۹۳۶ء میں آپ محکمہ انہار میں ملازم ہوگئے۔ جنگ عظیم دوم کے دوران چک جھمرہ (ضلع فیصل آباد) میں ہوائی اڈہ کی تعمیر میں حصہ لیا۔ پھر چھانگا مانگا کے جنگلات میں نہری آبپاشی کے مشیر مقرر ہوئے اور بعد ازاں امرتسر میں سرکاری عمارتوں کے نگران رہے۔ تقسیم ہند سے قبل فسادات کے دوران قادیان پہنچے اور جولائی ۱۹۴۷ء کے آخری دنوں میں ہجرت کر کے لاہور آگئے۔ پھر کراچی میں کاروبار کا آغاز کیا اور کچھ عرصہ بعد ماربل بنانے کی فیکٹری قائم کرلی۔ بڑی بڑی عمارتیں جن میں سٹیٹ بنک آف پاکستان اور مسجد طوبیٰ کراچی اور مسجد شہداء لاہور وغیرہ شامل ہیں، میں ماربل کا سارا کام آپ نے ہی مکمل کروایا۔ ڈھاکہ میں بھی ماربل ٹائلز کی پہلی فیکٹری آپ نے ہی قائم کی جسے سقوط ڈھاکہ کے وقت چھوڑ کر کسمپرسی کی حالت میں کراچی آنا پڑا اور لاکھوں روپے کے زیر بار ہوگئے۔ لیکن دوبارہ سے کراچی میں ماربل اور حیدر آباد میں پراپرٹی کا کام شروع کیا اور خدا کے فضل سے بہت جلد وسیع کاروبار کے مالک بن گئے تاہم اب جماعتی خدمات میں بھی پیش پیش رہنے لگے۔ حلقہ لیاقت آباد کراچی کے طویل عرصہ تک صدر جماعت رہے، جماعت کراچی کے سیکرٹری تجارت اور زعیم اعلیٰ انصاراللہ، ضلع کراچی کے نائب ناظم انصاراللہ اور بہت سی دیگر خدمات کی توفیق پاتے رہے۔ آپ کی زعامت کے دوران ۱۹۷۸ء، اور ۱۹۷۹ء میں آپکی مجلس انصاراللہ کو علم انعامی سے نوازا گیا۔ مسجد بیت الحمد مارٹن روڈ کراچی کی تعمیر میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا اور لیاقت آباد کے مرکز میں مسجد بیت الرفیق کی تعمیر کی بھی توفیق پائی۔

۲۲؍فروری ۲۰۰۰ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ جنازہ ربوہ لے جایا گیا جہاں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

محترم قریشی محمد افضل صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴؍دسمبر ۲۰۰۲ء میں مکرم قریشی محمد افضل صاحب کی وفات کی خبر شائع ہوئی ہے۔ آپ ۲۱؍دسمبر ۲۰۰۲ء کو ۸۸ سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پاگئے۔

محترم قریشی صاحب حضرت حافظ محمد حسین صاحب قریشیؓ آف ٹرپئی ضلع امرتسر کے ہاں ۲؍اگست ۱۹۱۴ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں مولوی فاضل کیا اور پھر میٹرک کر کے قادیان میں "افضل برادرز" کے نام سے جنرل سٹور قائم کیا جو اس وقت ربوہ کی قدیم ترین دکانوں میں سے ایک ہے۔ ۱۹۴۵ء میں آپ نے وقف کیا تو نائیجیریا بھجوائے گئے ۱۹۵۱ء تک وہاں متعین رہے۔ بعدازاں غانا (۵۳ء تا ۵۶ء)، سیرالیون (۵۸ء تا ۶۱ء)، آئیوری کوسٹ (۶۳ء تا ۷۲ء) اور ۷۷ء تا ۸۶ء (مختلف اوقات میں) ماریشس میں بطور مبلغ اور مشنری انچارج خدمت کی توفیق عطا ہوتی رہی۔ ۱۹۹۰ء تک مجموعی طور پر ۲۸؍سال بیرون ملک خدمت کی اور یہ سارا عرصہ بغیر فیملی کے گزارا۔ اس کے علاوہ مرکز میں بعض دفاتر میں اور جامعہ احمدیہ میں بطور استاد بھی خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹؍جون ۱۹۷۰ء میں جن مربیان کے مقام نعیم پر فائز ہونے کا تذکرہ فرمایا تھا، اُن میں آپ بھی شامل تھے۔

آپ کی شادی حضرت مولوی عطا محمد صاحبؓ کی بیٹی مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ سے ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا جن میں سے مکرم شاہد احمد قریشی صاحب (نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ) واقف زندگی ہیں۔ آپ انتہائی منکسر المزاج اور خاموش خدمت کرنے والے واقف زندگی تھے۔ ۱۹۵۱ء میں حج کیلئے تشریف لے گئے لیکن جدہ میں گرفتار ہوگئے اور ۳۸؍دن قید میں رہے۔ ربوہ میں بھی ۲۹۸۔سی کے تحت آپ پر ایک مقدمہ قائم ہوا جو ابھی جاری ہے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴؍دسمبر ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت مکرم احسن اسماعیل صدیقی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

کھینچ لائی عرش سے میری دعا تاثیر کو
سوز وہ بخشا ہے میرے نالۂ شب گیر کو
مَیں سراپا جرم و عصیاں وہ سراپا مہرباں
رشک سے دیکھیں فرشتے بھی مری تقدیر کو
مشکلاتِ زندگی سے اے خدا محفوظ رکھ
بخش دے مشکل کشائی ناخنِ تدبیر کو

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611

Vol. 10 | Friday, July 04, 2003 | Issue No. 27

جماعت احمدیہ غانا (مغربی افریقہ) کے

۷۴ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت و کامیاب انعقاد

غانا کے مختلف علاقوں سے ۴۳ ہزار احمدیوں کی اس بابرکت جلسہ میں شمولیت

صدرمملکت غانا کے نمائندہ، مرکزی وزراء، سپریم کورٹ کے جج اور دیگر اہم سرکاری افسران اور مختلف سفارتی نمائندوں کی شرکت اور جماعت کی خدمت ملک و انسانیت پر خراج تحسین

باجماعت نماز تہجد و پنجگانہ نمازوں کا التزام۔ پُرمغز، مفید اور معلوماتی تقاریر۔ جماعتی کتب و رسائل کی نمائش، عطیۂ خون اور ہومیوپیتھی وایلوپیتھی طریق علاج کے ذریعہ احباب کی خدمت

(رپورٹ مرتبہ :فہیم احمد خادم ۔مبلغ سلسلہ اسارچر ، غانا)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ غانا کو اپنے ۷۴ویں جلسہ سالانہ مورخہ ۲۳، ۲۴/ اور ۲۵/جنوری ۲۰۰۳ء بروز جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے کامیاب انعقاد کی توفیق ملی۔ حسب سابق یہ جلسہ جماعت احمدیہ کی جلسہ گراؤنڈ ''بستان احمد'' میں منعقد ہوا جس کی صفائی وغیرہ کا کام پانچ چھ ماہ قبل ہی شروع کردیا گیا تھا۔

۲۱/جنوری سے دور دراز علاقوں سے آمد شروع ہوگئی۔ ہر ریجن کے لئے مردوں اور خواتین کے لئے رہائش کی خاطر الگ الگ Canopies لگائی گئیں۔ ہر ریجن کے لئے الگ کچن تھا جس میں ان کے لئے کھانا پکایا جاتا۔ حسب سابق امسال بھی جلسہ کے انتظامات کو بسہولت سرانجام دینے کے لئے مختلف شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا تھا۔

سٹیج کے پیچھے بڑا سا بورڈ آویزاں تھا جس کے وسط میں دنیا کا نقشہ دائیں طرف منارۃ المسیح اور بائیں جانب خانہ کعبہ بنایا گیا تھا۔ بورڈ کے اوپر کے حصہ میں کلمہ طیبہ تحریر کیا گیا تھا۔

سٹیج کے سامنے مردوں اور خواتین کے لئے الگ الگ پنڈال بنائے گئے تھے۔ سٹیج کے دائیں اور بائیں بالترتیب ممبران مجلس عاملہ ،مربیان ، نصرت جہاں سٹاف ، بیرونی وفود، چیف صاحبان اور آئمہ کرام کے لئے جگہ مقرر تھی۔

جلسہ کے لئے درج ذیل مرکزی موضوع مقرر تھا۔

"Curbing Indiscipline in Society: The roll of Religion"

یعنی ''معاشرتی بدنظمی کے خاتمہ میں مذہب کا کردار''

جلسہ کا پہلا روز

جماعتی روایات کے مطابق جلسہ کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جس کے بعد مکرم مولوی نوید احمد عادل صاحب نے ''ہمارا جلسہ سالانہ ،تحریرات حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں'' کے موضوع پر درس دیا اور واضح کیا کہ اس کی غرض وغایت صحبت صالحین، تزکیۂ نفس اور باہمی اخوت ومحبت پیدا کرنا ہے۔

نماز فجر کے بعد مکرم عبدالوہاب بن آدم امیر ومبلغ انچارج غانا نے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں جلسہ کی اہمیت و برکات کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ عبادت پر زور دیں، سلام کو رواج دیں، ڈسپلن کا لحاظ رکھیں اور ان تینوں دنوں کو خدا تعالیٰ کی خاطر وقف کریں۔

افتتاحی تقریب

جلسہ کی افتتاحی تقریب کا باقاعدہ آغاز دس بجے صبح ہوا۔ اس تقریب کے گیسٹ آف آنر کے طور پر صدرمملکت غانا His Excellency Mr. John Agyekum Kufuor مدعو تھے آپ مصروفیات کے باعث خود تشریف نہ لا سکے۔ آپ نے اپنی نمائندگی میں Information & Presidential Affairs کے وزیر H.E Jake Obetsebi Lamptey کو اپنی تقریر کے ساتھ بھجوایا۔

اس تقریب کے صدر مکرم الحاج الحسن بن صالح صاحب ممبر کونسل آف سٹیٹ تھے ۔ معزز مہمانوں نے پرچم کشائی کی تقریب میں حصہ لیا جس کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ غانا نے ان کے اعزاز میں گارڈ آنر پیش کیا۔ بعد میں معزز مہمان پرشگاف نعروں کے ساتھ جلسہ گاہ میں داخل ہوئے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد عربی قصیدہ پیش کیا گیا۔

مکرم عبدالوہاب بن آدم امیر ومشنری انچارج غانا نے اپنے افتتاحی خطاب میں مذہبی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیہ مسلم مشن ملک میں مذاہب کے باہمی تعاون ،دوستی اور تبادلہ خیال کے قیام کا چیمپئن ہے۔ آج کا Forum for Religious Bodies دراصل Council of Religions کی ترقی یافتہ شکل ہے جس کا تصور جماعت احمدیہ غانا نے ۱۹۸۰ء میں پیش کیا تھا۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ امسال امریکہ کی John Hopkins University کے ساتھ مذہبی حلقوں کے تعاون کے نتیجہ میں HIV/Aids سے متاثرہ افراد کے ساتھ محبت وشفقت کرنے کی تحریک کے شیریں ثمرات سامنے آرہے ہیں۔ اس تحریک کے تحت ایڈز سے متاثرہ افراد سے محبت اور ان سے شفقت کی تعلیم دی جاتی ہے اور یہ ایک عظیم کامیابی ہے۔

آپ نے کہا کہ مذہب لوگوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے نہیں بلکہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جانا چاہئے

خیر سگالی کے پیغامات

افتتاحی خطاب کے بعد مختلف حلقوں سے موصول ہونے والے خیر سگالی کے پیغامات پڑھ کے سنائے گئے۔ ایسے پیغامات غانا میں برطانوی ہائی کمشنر، کرسچین کونسل آف غانا، پوپ جان پال کے غانا میں نمائندے H.E.Archbishop George Kocherry، غانا میں امریکی سفیر، وغیرہ کی طرف سے موصول ہوئے۔ ان تمام پیغامات میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی امن کے لئے سرگرمیوں کو سراہا گیا اور خاص طور پر جماعت احمدیہ غانا کے کردار کی تعریف کی گئی۔

ان پیغامات کے بعد صدر مملکت کے نمائندے نے صدر کی تقریر پڑھ کر سنائی۔

دوسرا اجلاس

اس اجلاس کے معزز مہمان لوکل گورنمنٹ کے وزیر جناب Kwadwo Baah Wiredu تھے جبکہ اجلاس کی صدارت ڈپٹی منسٹر آف انرجی Hon.Tahir K Hammond نے کی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی مسلمان ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ غانا نے معزز مہمانوں کے اعزاز میں گارڈ آف آنر پیش کیا۔

اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ سے ہوا۔ اس کے بعد برانگ آہافو ریجن کے ڈائریکٹر آف ہیلتھ مکرم الحاج آئی بی محمد صاحب نے ''اسلام، امن عالم میں امید کی آخری کرن'' جیسے اہم موضوع پر خطاب کیا۔ آپ نے دنیا میں قیام امن کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی تعلیمات پر عمل میں ہی نجات ہے۔ کیونکہ اسلامی فلسفہ ہی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف لوٹا جائے اور خدا کی طرف لوٹے بغیر امن ممکن نہیں۔

آپ کے خطاب کے بعد لوکل گورنمنٹ کے وزیر نے حاضرین سے خطاب فرمایا ۔ آپ نے کانفرنس کے لئے انتخاب شدہ Theme کو سراہا اور فرمایا کہ یہ بڑی اہم بات ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت جیسی مذہبی تنظیم ، معاشرہ میں بدنظمی اور بدانتظامی کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ جماعت احمدیہ شعبہ تعلیم میں دخل کے باعث ملک میں بدنظمی کے خلاف جہاد میں بنیادی کردار ادا کرسکتی ہے جس کے لئے ہم احمدیہ جماعت کے بے حد شکرگزار ہیں۔

آپ نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حاضرین کو بتایا کہ لوکل گورنمنٹ کیا ہے اور کس طرح شہری اور دیہی علاقہ میں میونسپل اور ڈسٹرکٹ اسمبلیاں وغیرہ کام کرتی ہیں۔

آخر پر صدر مجلس نے اپنے صدارتی ریمارکس میں اسلامی تاریخ کے حوالہ سے ڈسپلن اور Indiscipline کی ایک ایک مثال پیش کرتے

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔